إذا نودي للصلوٰة من يوم الجمعة فاسعوا إلى ذكر الله

الحمد لله والمنة کہ رسالہ عجیبہ ومقالہ غریبہ

یعنی

تحفۂ خیریہ

فی

تحقیق شرائط الجمعہ

من تصنیف جناب مولوی مشتاق احمد صاحب حنفی چشتی انبہٹوی

حسب فرمائش عبد الاحد اپیل نویس وتاجر کتب امرتسر

در مطبع مجددی امرتسر مطبوع گردید

الکتاب المجید
فی
وجوب التقلید

ناظرین اہل دین پر واضح ہو کہ اس رسالہ ہدایت مقالہ میں حضرت مصنف نے نہایت متانت و تہذیب سے مسئلہ تقلید کو عمدہ پیرایہ میں صاف بیان فرمایا ہے ہرچند اگرچہ علماء دین نے صدہا نہیں بلکہ ہزارہا رسائل وجوب تقلید پر لکھے مگر ایسا سلیس اردو صاف الفاظ مدلل بآیات و احادیث بلا ضد و نفسانیت عام فہم طرز مفید تحریر خلاصہ نہیں دیکھا گیا تقلید کا وجوب مہر نیمروز کیطرح روشن ہوگیا روزمرہ کے کل جھگڑے طے ہوگئے بلکہ مصنف کا دعویٰ ہے کہ قیامت تک جسقدر تقلید پر اعتراضات ہونگے انکو کلی طور پر اصولی قاعدہ سے جوابات دیئے گئے ہیں اور لطف یہ کہ ہر ایک بحث نئی ہر ایک دلیل جدا ناظرین اگر اسکو بار بار مطالعہ فرماوینگے تو نئے سے نیا حظ اٹھائینگے اور بہتر سے بہتر مضمون پائینگے۔ چونکہ غیر مقلدین کے ساتھ بھی مسئلہ زیادہ تر معرکۃ الآراء ہے اسلئے لازم ہے کہ اسکو اچھی طرح پڑھیں اور یاد کریں تاکہ آئندہ دیگر مسائل کا فیصلہ آسان ہو جائے ممکن ہے کہ کوئی مخالف اہلسنت اپنی ضد و حسد پورا کرنیکے واسطے اس رسالہ کا جواب لکھنے کی جرأت کرے اور آیات و احادیث کو توڑ مروڑ کر بصورت کتاب بنام جواب مشہور کرے مگر منصف مزاج پھر اسکا اول سے آخر تک بار بار مطالعہ کریں ضرور امید ہے کہ حق واضح ہوگا ہم نے بغرض رفع شکوک و اوہام و دفع وسواس یہ رسالہ بہت محنت سے چھپوایا ہے اور قیمت اسکی بمقابلہ محنت و جانفشانی کے بہت ہی کم مقرر کیگئی ہے یعنی ۵٫ مع محصول راقم سے پتہ ذیل پر ملیگی

راقم

فقیر عبد الاحد اپیل نویس و تاجر کتب ہال بازار امرتسر

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی اٰلہ وصحبہ اجمعین

اما بعد خاکسار عصیان شعار مشتاق احمد حنفی انبیٹھوی عرض کرتا ہے کہ آجکل مابین علمائے ہندوستان مسئلہ فرضیت نماز جمعہ مین اختلاف ہو رہا ہے یہانتک کہ تین فریق ہو گئے۔ بعض کہنے لگے کہ جب شرائط اداء جمعہ اسوقت نہین پائی جاتین تو فرض اصلی ظہر کو چھوڑنا اور اسکے بدل جمعہ کو پڑھنا مناسب نہین۔ بعض کے نزدیک شرائط اداء جمعہ مذکورہ کتب فقہ مین کمزور اور ضعیف ہین۔ (یعنی من حیث الثبوت ۱۲) لہٰذا انکے نزدیک صرف نماز جمعہ (جو ظہر سے علی قول المحققین مؤکد ہے) ادا کرنی کافی ہے۔ اور بعض علماء جو شرائط اداء جمعہ کو محقق اور ثابت جانتے ہین اور اسوقت بعض شرائط کو ان مین سے موجود نہین پاتے وہ جمعہ کو اسوجہ سے پڑھتے ہین کہ جمعہ اکبر شعائر اسلام سے ہے مگر اسکے بعد ظہر بھی فرادیٰ فرادیٰ ادا کر لیتے ہین۔ ایسے اختلاف کے موقعہ پر بعض اکابر جامع علوم ظاہر و باطن نے اس عاجز کو اس بات مین کچھ لکھنے کے واسطے ارشاد فرمایا۔ لہٰذا یہ عاجز اپنے فہم ناقص کے مطابق جو کچھ خیال مین آتا ہے فریق ثالث کی تائید مین گذارش کرتا ہے اور اسکو

حق سے قریب تر پاتا ہے۔ وَاللّٰہُ المُوَفِّقُ وَالمُعِیْنُ۔ **فَاَقُوْلُ** نماز جمعہ فرض قطعی ہے ثابت ہے قرآن شریف سے اور کتب حدیث وفقہ سے قال اللہ تعالےٰ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (اے ایمان والو جب اذان کہی جاوے نماز کی دن جمعہ کے تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چھوڑ دو بیچنا یہ بہتر ہے تمہارے حق مین اگر تمکو سمجھ ہے) جمہور علماء کے نزدیک فرضیت جمعہ کا منکر کافر ہے مگر فرضیت جمعہ اور نمازون کی طرح غیر مشروط نہین بلکہ اجماعاً مشروط بشرائط ہے پس حق شرائط مین یہ آیۃ مجمل ہے مطلق نہین فان حکم المطلق ان الاٰتی بای فرد من افرادہ کان اٰتیا بہ حکم مطلق کا یہ ہے کہ اسکے افراد مین سے جس فرد پر عمل ہوگا مطلق ادا ہو جائیگا حالانکہ آیۂ جمعہ ایسی نہین کیونکہ جمہور علماء محققین کے نزدیک جنگل اور جہاز اور جماعت کے بغیر جمعہ ادا نہین ہوسکتا پس یہ آیۂ کریمہ مثبت فرضیت جمعہ قطعی الدلالۃ ہے مگر شرائط مین مجمل اور تفسیر کی محتاج ہے۔ لھذا شرائط نزدیک علماء حنفیہ کے بارہ ۱۲ ہین اور وہ سب احادیث سے ثابت ہین۔ چھ ۶ شرائط نفس وجوب کی ہین کما قال فی الکنز۔ وشرط وجوبھا الاقامۃ والذکورۃ والصحۃ والحریۃ وسلامۃ العینین وسلامۃ الرجلین یعنے جمعہ اُس شخص پر واجب ہوتا ہے جو مقیم ہو۔ مرد ہو۔ تندرست ہو۔ آزاد ہو۔ آنکھین اسکی روشن ہون پانؤن سے لنگڑا نہ ہو۔ پس مسافر اور عورت اور مریض۔ اور غلام اور نابینا اور دونو پانؤں سے لنگڑے پر جمعہ فرض نہین۔

اور چھ ۶ شرائط وجوب ادا کی ہین فی تنویر الابصار ویشترط لصحتھا المصر

اوفنائه والسلطان او ماموره ووقت الظهر والخطبة والجماعة

والاذن العام یعنے شرائط وجوب ادایہ ہین مصر یا فنار مصر کا ہونا۔ سلطان یا

نائب سلطان کا ہونا۔ ظہر کا وقت۔ خطبہ کا پڑہا جانا۔ جماعت کا ہونا۔ اذن عام کا ہونا

شرائط نفس وجوب جمعہ اور شرائط ادا مین فرق یہ ہے کہ اگر شرائط وجوب مین سے

کل یا بعض شرطین نہ پائی جائین تو جمعہ واجب نہین رہتا۔ لیکن اگر باوجود عدم وجوب

کے پہر جمعہ ادا کیا جائیگا تو صحیح ہوگا۔ اور اگر شرائط ادا نہ پائی جائین تو ادا کرنا

صحیح نہین ہوگا قال الفاضل اللکنوی فی عمدۃ الرعایۃ حاشیۃ شرح الوقایہ صـ ۲۶۴

والفرق بین ہذہ الشرائط وتلک الشرائط ان شرائط الوجوب اذا انعدم

کلہا او بعضہا انعدم الوجوب لکن لو ادی یصح الاداء وشرائط الاداء

اذا فقدت لم یصح الاداء مطلقا بل یجب اداء الظہر۔

اس آیہ شریفہ مین وجوب جمعہ کے مخاطب جمیع اہل اسلام ہین۔ جیسے اور تمام

عبادات صلوٰۃ وزکوٰۃ وغیرہا مین مخاطب سب ہین۔ پر وجوب اور فرضیت اسی

پر ثابت ہے جو مکلّف ہے اور جسکی تفصیل اور تفسیر احادیث صحیحہ مین مذکور ہے

اس تفصیل اور ایک گونہ تخصیص سے مدلول النص کی قطعیت مین فرق نہین آیا۔ یہ

عام کی تخصیص اصطلاحی نہین بلکہ مجمل کی تفسیر ہے۔ کہا تفسیر احمدی مین مطبع حسنی صـ ۴۷۳

ثم الظاہر انہ انما عمم الخطاب لوجوب صلوٰۃ الجمعۃ لجمیع المسلمین وان کان

لا یجب الا علی المکلف الذکر الصحیح المقیم بالمصر سلیم العین والرجل

موافقۃ لخطاب سائر العبادات العامۃ ولا یخرج الآیۃ بہذا التخصیص

عن القطعیۃ کما لا یخرج آیۃ الصلوٰۃ والزکوٰۃ بتخصیصہا بالبالغ العاقل عنہا۔

شرائط نفس وجوب جمعہ متفق علیہ ہین۔ اور وجوب ادا ہین سے
تین شرطون ہین بھی علماء حنفیہ سے دیگر علما کو کچھ اختلاف نہین۔ البتہ
دو شرطون کے پائے جانے ہین اختلاف ہے۔ ایک مصر کے ضروری ہونے ہین
کہ مذہب حنفی ہین مصر کا ہونا شرائط وجوب ادا ہین سے ہے۔ دوم سلطان یا نائب سلطان کا
ہونا بھی عند الحنفیہ وجوب ادا جمعہ کی شرائط ہین سے ہے۔ علماء شافعیہ وغیرہم کو
ان دونون شرطون سے اختلاف ہے۔ سو مصر کا جمعہ کے واسطے ضروری ہونا اول تو
قرآن شریف سے بطور اشارۃ النص کے ثابت ہے کیونکہ اس آیۃ مثبتہ فرضیت
جمعہ ہین فرمایا فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ دوڑو اللہ کی یاد کو اور چھوڑ دو
خرید و فروخت کرنا۔ اس سے پایا گیا کہ جمعہ کے پڑہنے کا حکم وہان ہے جہان خرید و فروخت
ہوتی ہے۔ اور خرید و فروخت شہرون کے بازارون ہین ہوتی ہے جنگلون اور گانوٴن
ہین نہین ہوتی۔ کہا تفسیر کبیر ہین لان البیع والشراء فی الاسواق غالبا اور کہا رسالہ
الحبل المتین ہین نقلا من الکافی۔ والمصر بقولہ وذروا البیع اذا البیع الذی
یحتاج الی المنع یکون فی الامصار یعنے وجوب جمعہ کے واسطے مصر کا شرط ہونا آیۃ
کریمہ وذروا البیع سے اسواسطے ثابت ہے کہ جس خرید فروخت کے منع کرنیکی ضرورت
ہے جو یاد الہی سے غفلت ہین ڈالدے وہ خرید و فروخت شہرون ہین ہوتی ہے۔

دوم بخاری شریف کی حدیث سے ثابت ہے کہ صحابہ مدینہ منورہ کے قرب و
جوار دیہات کے رہنے والے حضور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے نوبت
بہ نوبت جمعہ کی نماز کے واسطے حاضر ہوتے تھے جس سے معلوم ہوا کہ گانوٴن والونپر
جمعہ فرض نہین تھا ورنہ یہ صحابہ اپنے دیہات ہین جمعہ ادا کرتے یا سب کے سب مدینہ منورہ

مین حاضر ہوا کرتے ۔ اصل حدیث کے الفاظ یہ ہین حدثنا احمد قال حدثنا
عبد اللہ بن وھب قال اخبرنی عمر بن الحارث عن عبید اللہ بن ابی جعفر
ان محمد بن جعفر بن الزبیر حدثہ عن عروۃ بن الزبیر عن عائشۃؓ زوج
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان الناس ینتابون الجمعۃ من منازلھم
والعوالی فیاتون فی الغبار فیصیبھم الغبار والعرق فیخرج منھم العرق فاتی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسان منھم وھو عندی فقال النبی صلی
اللہ علیہ وسلم لو انکم تطھرتم لیومکم ھذا ۔ بخاری مصری جلد ۱ ص۱۱۱
چنانچہ فرمایا علامہ سندی نے اس حدیث کی شرح مین کہ اس حدیث سے وجوب
جمعہ ان گانوٗن والون پر جو عوالی یعنے مدینہ منورہ کے دیہات کے مساوی فاصلہ پر
شہر سے باہر رہتے ہین ثابت نہین ہوتا۔ عبارت بلفظہ یہ ہے ثم لا دلالۃ
فی الحدیث علی وجوب الاتیان من مقدار العوالی کیف ولو وجب لما تناوبوا
بل حضروا جمیعا اسواسطے علماء محققین تحریر فرماتے ہین کہ حضور رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک سے ابتک یہی توارث اور دستور
چلا آیا ہے کہ جنگل اور چھوٹے گانوٗن کے رہنے والون پر جمعہ کی فرضیت ثابت
نہین ۔ قال مولٰنا بحر العلوم فی رسائل الارکان ص۱۱۳ منھا المصر لانہ
جری التوارث من لدن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ھذا
الاٰن ان لا یصلی الجمعۃ اھل البلاد والقری الصغیرۃ اور صحابہ رضی اللہ
تعالیٰ عنھم سے منقول نہین ہوا کہ مختلف ممالک پر فتح اور قبضہ پاکر شہرون کے سوا
دیہات مین اور جنگلون مین جمعہ قائم کیا ہو قال الامام اکمل الدین فی العنایۃ

علی الہدایہ مصری صنالہ والصحابۃ حین فتحوا الامصار والقری ما اشتغلوا بنصب المنابر وبناء الجمع الا فی الامصار والمدن وذلک اتفاق منہم علی ان المصر من شرائط الجمعۃ۔ سرآمد فقہاو محدثین زمانہ خود حضرت مولٰنا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ص۶ اوثق العری فی تحقیق الجمعۃ فی القریٰ مین بابت شرط مصر فرماتے ہین پس مذہب حنفیہ پر کسیطرح کا اشکال نہین البتہ نظر غائر درکار ہے اور بس۔ اور پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب جمعہ مین کسقدر تاکید فرماتے تھے اور ترک جمعہ پر تغلیظ فرماتے تھے اور اُسکو تمام اہل عوالی سنتے تھے۔ بعہذا کسی نے اپنے قریہ مین جمعہ قائم نہ کیا اور نہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس سال حیوٰۃ خود مین انکو اقامت جمعہ کا حکم فرمایا اور نہ ترک جمعہ پر تغلیظ فرمائی جس سے صاف ظاہر ہے کہ تمام صحابہ اہل عوالی وغیرہ یہ ہی سمجھتے تھے کہ یہ تاکید وتغلیظ انہی لوگوں پر ہے جنپر جمعہ فرض ہے اہل قریٰ اہل صحاری اس سے خارج اور مستثنےٰ ہین۔ علیٰ ہذا آیہ کے عموم اور عموم الفاظ جملہ احادیث واردہ فی الجمعہ سے بھی یہ لوگ خارج ہین لہذا کسی قریہ مین کبھی کسی نے جمعہ قائم نہ کیا اور اگر کسی شخص کو دعوٰی ہو کہ وہان جمعہ ہوتا تھا تو اسکو ثابت کرے ورنہ لازم آئیگا کہ تمام اہل عوالی بترک جمعہ فرض قطعی فاسق ہون۔ استغفر اللہ استغفر اللہ۔ انتہیٰ بقدر الضرورۃ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل نسبت نماز جمعہ جو تعلیقات بخاری مین مروی ہے اسکی پوری تائید موجود ہے کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بمقام زاویہ دو فرسخ کے فاصلہ پر بصرہ سے رہتے تھے کبھی جمعہ پڑہتے تھے اور کبھی نہین پڑہتے تھے۔ یا یہ معنے ہین کہ بحالت قیام قصر واقعہ زاویہ بصرہ مین آکر گاہ گاہ نماز جمعہ مین

شامل ہوا کرتے تھے۔ عبارت بخاری شریف کی یہ ہے وکان انس رضی اللہ عنہ فی قصرہ احیانا یجمع واحیانا لا یجمع وھو بالزاویۃ علی فرسخین۔

اگرچہ اس اثر حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شراح بخاری نے دو معنے کئے ہین کہ وہین زاویہ مین کبھی کبھی نماز جمعہ ادا فرمالیا کرتے تھے یا وہان سے بصرہ مین آکر جمعہ مین شامل ہوتے تھے۔ پر قرائن دوسرے معنے کی تائید کرتے ہین کیونکہ اس تعلیق کو ابن ابی شیبہ نے موصولاً روایت کیا ہے اسمین یہ بات ہے کہ زاویہ سے نماز جمعہ مین آتے تھے یہ نہین کہ زاویہ مین ادا کرتے تھے قال الامام العینی فی عمدۃ القاری وھذا التعلیق وصلہ ابن ابی شیبۃ قال حدثنا وکیع عن ابی البختری قال رائیت انسا رض شھد الجمعۃ من الزاویۃ وھی علی فرسخین من البصرۃ وھکذا فی فتح الباری۔ اور عبدالرزاق کی روایت مین تو صاف طور پر بصرہ مین آکر جمعہ کا ادا کرنا مروی ہے حیث قال الامام الموصوف روی عبد الرزاق عن معمر عن ثابت قال کان انس رض یکون فی ارضہ وبینہ وبین البصرۃ ثلاثۃ امیال فیشھد الجمعۃ بالبصرۃ۔ عمدۃ القاری جلد ۳ صـ۲۷۔

لہذا اس دوسرے معنی کے مطابق جو دیگر روایات سے مؤید ہے حضرت انسؓ کا بحالت قیام موضع زاویہ اس گانؤن مین جمعہ کا پڑھنا گاہ گاہ بھی ثابت نہین ہوتا بلکہ باوجود فرض نہ ہونیکے اگر حضرت انس رضی اللہ عنہ جمعہ پڑہاتے تھے تو بصرہ ہی مین آکر پڑہتے تھے اور اسجگہ تعلیقات بخاری مین عطاء بن ابی رباح کا فتوی مروی ہے۔ فرماتے ہین کہ جب تو قریہ جامعہ یعنے شہر مین موجود ہو اور جمعہ کی آذان دیجاوے تو جمعہ مین شامل ہونا لازم ہے خواہ آذان مسموع ہو یا نہ ہو

بخاری شریف کے الفاظ یہ ہین وقال عطاء اذا کنت فی قریۃ جامعۃ فنودی
بالصلوۃ من یوم الجمعۃ فحق علیک ان تشہدہا سمعت النداء اولم تسمع
اور قریہ جامعہ کے معنے شہر کے خود عطاء بن ابی رباح ہی سے مروی ہین کہا عمدۃ
القاری ہین و وصلہ عبد الرزاق عن ابن جریج عنہ وزاد فی روایۃ عن
ابن جریج ایضاً قلت لعطاء ما القریۃ الجامعۃ قال ذات الجماعۃ والامیر
والقاضی والدور المجتمعۃ الاخذ بعضہا ببعض مثل جدۃ ـ انتہی ـ کذا
فی فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۳۲ اور فرمایا محدث امام ابن عبد البر مالکی نے اپنی کتاب
مختصر جامع العلم وفضلہ صفحہ ۱۳ مین والذی علیہ جمہور العلماء وجماعۃ الفقہاء
ان الجمعۃ واجب اتیانہا علی کل من کان فی المصر وعلی من خرج عن المصر
اذا کان یسمع النداء ۱۲ ـ ہان اس موقعہ پر یہ شبہ واقع ہوتا ہے کہ ابن ابی شیبہ سے
فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۳۱۶ مین اثر امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کا نقل کیا ہے کہ آپنے
اہل بحرین کو یہ تحریر فرمایا کہ تم جہان موجود ہو نماز جمعہ ادا کرو ـ الفاظ اسکے یہ ہین ـ
عن عمر رضی اللہ عنہ انہ کتب الی اہل البحرین ان جمعوا حیث ما کنتم
اس سے بظاہر خصوصیت شہر کی معلوم نہین ہوتی ـ شہر یا گانوٴن جہان کہین
جمعہ کا دن آجائے جمعہ ادا کرین ـ

فاقول فی جوابہ ـ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کلام مین حیث ما کنتم سے عموم
بلدان مراد ہے یعنی جس شہر مین چاہو اور جس قریہ جامعہ مین جمعہ کا وقت آجاوے
جمعہ ادا کرو ـ کیونکہ اگر عموم بلدان مراد نہین لینگے تو عموم امکنہ مراد لینگے اور وہ اجماعاً
صحیح نہین اسواسطے کہ عموم امکنہ مین جنگل اور دریا بھی داخل ہین لہذا موافق

عمل حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ حضور کے زمانہ فیض نشانہ مین اہل دیہات اپنے دیہات مین جمعہ نہین پڑھا کرتے تھے۔ قول امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ حیث کنتم سے عموم مدن مراد ہے۔ کما فی عمدۃ القاری۔ معناہ جمعوا حیث ماکنتم من الامصار الاتری انہا لا تجوز فی البراری۔

اس مضمون کو حضرت مولنا رشید احمد صاحب نے اوثق العری مین اچھی طرح تحریر فرمایا ہے۔ عبارت بلفظہ یہ ہے۔ اولاً ہم کہتے ہین کہ اگر حسب الحکم مجیب صاحب حیث ماکنتم سے عموم امکنہ ہی مراد ہو تو یہ عموم صحاری اور بحار کو بھی مشتمل ہے اور صحاری مین کسی کے نزدیک بھی جمعہ ادا نہین ہوتا تو جس طرح صحاری و بحار کو وہ تخصیص کرینگے اسیطرح ہم قریٰ صغیرہ کو تخصیص کرینگے اعنی بالنص المرفوع ثانیاً اگر مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تعمیم ہے تو کیونکر مظنون ہوسکتا ہے کہ حضرت عمرؓ دس سال تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کو مشاہدہ فرمائین پھر آپ کے تعامل کے برخلاف اجرائت فرمائین حاشا وکلا یہ ہرگز حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نہین ہوسکتا۔ ثالثاً بفرض محال اگر مراد انکی عموم ہی ہے تو خلاف نص قطعی فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسطرح معتبر ہوگی لہذا مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عموم مدن ہے نہ اشتمال قریٰ علیٰ ہذا اثر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وغیرہ کا بھی یہی جواب ہے۔ انتہی

سوم یہ کہ محققین محدثین کی تحقیق کے مطابق جمعہ مکہ معظمہ ہی مین فرض ہوچکا تھا مگر حکم فرضیت سورہ جمعہ مین مدینہ منورہ مین نازل ہوا۔ کما فی اتقان مطبع ناظری لاہور مین صـ۲۱ـ النوع الثانی عشر ماتاخر حکمہ عن نزولہ وماتاخر نزولہ عن حکمہ (الی ان قال) ومن امثلتہ ایضا آیۃ الجمعۃ فانہا مدنیۃ والجمعۃ فرضت بمکۃ الخ

ایسا ہی قاضی شوکانی نے نیل الاوطار مین بروائیت ابن عباس رضؓ واقعہ طبرانی نقل کیا ہے کہ جمعہ مکہ معظمہ مین قبل الہجرت فرض ہو چکا تھا الخ لیکن مکہ معظمہ مین بوجہ غلبہ کفار نماز جمعہ ادا نہ ہو سکی تہی جب حضور ہجرت فرما کر مدینہ منورہ کے قریب پہونچے تو اول قبا مین ٹھرے جو گانوٗن ہے شہر نہین ہے اور موافق روایت بخاری شریف چودہ روز تک وہان قیام فرمایا کما قال حدثنا انس ابن مالک رضؓ قال لما قدم رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم المدینۃ نزل فی علو المدینۃ فی حی یقال لھم بنو عمر بن عوف قال فاقام فیھم اربع عشرۃ لیلۃ الحدیث اور حضور کو وہان و جمعہ کا اتفاق ہوا باوجودیکہ جمعہ مکہ معظّمہ ہی مین فرض ہو چکا تہا اور مدینہ منوّرہ مین حضور کی اجازت سے صحابہؓ جمعہ ادا کیا کرتے تھے لیکن حضور پرُ نور نے قبا مین نماز جمعہ ادا نہ فرمائی بلکہ اہل قباء کو مدینہ منوّرہ مین حاضر ہو کر جمعہ ادا کرنیکا حکم فرمایا۔ فی الترمذی ص۶۸ عن ثویر عن رجل من اھل قبا عن ابیہ وکان من اصحاب النبی صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم قال امرنا النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان نشھد الجمعۃ من قبا۔ الحاصل حضور نے تا مدت قیام قبا نماز جمعہ وہان ادا نہین فرمائی اور جب بنی سالم بن عوف مین پونچے تو وہان پہلا جمعہ پڑہا۔ کہا علامہ ابن قیم نے زاد المعاد جلد اول ص۱۱ مین فادرکتہ الجمعۃ فی بنی سالم بن عوف فصلھا فی المسجد الذی فی بطن الوادی وکانت اول جمعۃ صلھا بالمدینۃ وذلک قبل تاسیس مسجدہ۔ انتہی بقدر الضرورۃ اس تعامل حضور سے صاف طور پر روشن ہو گیا کہ ادا ر جمعہ کے واسطے شہر کا ہونا شرط ہے من شاء زیادۃ الاطلاع فلیرجع الی احسن القری للعلامۃ الفاضل اللوذعی مولٰینا محمود حسن دیوبندی

چہارم یہ کہ فرمایا شیخ الاسلام رأس العلماء الاعلام امام برہان الدین علی بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ نے ہدایہ مین لاتصح الجمعۃ الا فی مصر جامع او فی مصلی المصر ولا تجوز فی القریٰ لقولہ علیہ السلام لاجمعۃ ولا تشریق ولا فطر ولا اضحیٰ الا فی مصر جامع یعنی جمعہ کی نماز کا ادا کرنا شہر یا مصلے شہر مین درست ہے اور گانوٗن مین جائز نہین کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نہین درست نماز جمعہ کا ادا کرنا اور نہ تکبیرات تشریق کا پڑہنا اور نہ نماز عید الفطر اور نہ نماز عید الضحی کا مگر ایسے شہر مین جسمین مسلمانون کی جماعت اور امیر اور بہت سے گہر ہون۔

اسکی شرح مین امام ابن ہمام فتح القدیر مین فرماتے ہین کہ حضرت مصنف ہدایہ نے اس حدیث کو مرفوع لکہا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے۔ تصحیح کی اسکے اسناد کی ابن حزم نے اور عبد الرزاق نے بھی اسکو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے پس حضرت علیؓ کا فتویٰ اس باب مین کافی ہے عبارت فتح القدیر کی یہ ہے رفعہ المصنف وانما رواہ ابن ابی شیبۃ موقوفا علی علی رضی اللہ عنہ لاجمعۃ ولا تشریق ولا صلوٰۃ فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع او فی مدینۃ عظیمۃ صححہ ابن حزم ورواہ عبد الرزاق من حدیث عبد الرحمن السلمی عن علیؓ قال لا تشریق ولا جمعۃ الا فی مصر جامع وکفی بقول علیؓ قدوۃ

اقول۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث علی رضی اللہ عنہ کو اپنی کتاب املا مین مسند مرفوع روایت کیا ہے اور امام ابو یوسف حدیث مین حجۃ ہین اور اثبات نفی پر مقدم ہے اور اگر یہ حدیث موقوف ہی ہو تب بھی حکم مین مرفوع کے ہے کیونکہ جو امر ادراک عقل سے باہر ہو صحابی کا اسکو روایت کرنا سماع پر محمول ہوتا ہے

فرمایا شیخ الاسلام بدر الدین عینی نے شرح ہدایہ جلد اول صفحہ ۹۵ مین زیلعی کے جواب مین
فقول الزیلعی وجدناہ موقوفا لم یرو عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم
لایستلزم عدم وقوف غیرہ علے کونہ مرفوعا والاثبات مقدم علے النفی
وقد ذکر الامام خواہرزادہ فی مبسوطہ ان ابا یوسف ذکرہ فی الاملاء مسندا مرفوعا
الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم وابو یوسف امام الحدیث حجۃ ولو لم یثبت
عندہ کونہ مرفوعا لما قال مسند مرفوع ولئن سلمنا انہ موقوف فھو
موقوف صحیح وھو محمول علی السماع لانہ لایدرک بالعقل۔ انتہی۔

اگر یہ شبہ ہو کہ بعض علمائے نے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ وہ
اس حدیث علی رضؓ کے ضعیف ہونے پر علماء کا اتفاق نقل کرتے ہین تو جواب اس کا
شیخ الاسلام موصوف نے شرح صحیح بخاری مین یہ دیا ہے کہ امام نووی نے فقط اسناد
کو ضعیف بتلایا ہے جسکے راویون مین حجاج ابن ارطاۃ واقع ہے اور جو روایت
طریق جریر سے مروی ہے وہ بلاشبہ صحیح ہے اگر امام نووی طریق جریر پر اطلاع
پاتے تو اسکو ضعیف نہ بتلاتے عبارت عمدۃ القاری جلد ۳ صفحہ ۲۶۲ یہ ہے۔

ثم استدل ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ انھا لاتجوز فی القری بما رواہ عبد الرزاق
فی مصنفہ اخبرنا معمر عن ابی اسحٰق عن الحارث عن علی رضی اللہ عنہ قال لاجمعۃ
ولا تشریق الا فی مصر جامع۔ ورواہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ حدثنا عباد
بن العوام عن حجاج عن ابی اسحٰق عن الحارث عن علی رضی اللہ عنہ
قال لاجمعۃ ولا تشریق ولا صلوۃ فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع او مدینۃ
عظیمۃ وروی ایضا بسند صحیح حدثنا جریر عن منصور عن طلحۃ عن سعد بن

عبیدۃ عن ابی عبد الرحمٰن انہ قال قال علی رضی اللہ عنہ لاجمعۃ ولاتشریق الا فی مصر جامع فان قلت قال النووی حدیث علی رض ضعیف متفق علی ضعفہ وھو موقوف علیہ بسند ضعیف منقطع قلت کانہ لم یطلع الا علی الاثر الذی فیہ الحجاج بن ارطاۃ ولم یطلع علی طریق جریر عن منصور فانہ سند صحیح ولو اطلع لم یقل بما قالہ واما قولہ متفق علی ضعفہ فرزیادۃ من عندہ ولایدری من سلفہ فی ذلک (انتہی بقدر الضرورۃ۔)

پنجم یہ کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے موقع حج وداع پر عرفات مین خود تو اسوجہ سے جمعہ قائم نہین کیا ہوگا کہ حضور مسافر تھے مگر اہل مکہ تو مسافر نہ تھے انکو بھی جمعہ قائم کرنیکا حکم نہین دیا کسی حدیث اور سیر کی کتاب مین باوجود یوم الجمعہ ہونیکے حضور کا عرفات مین نماز جمعہ ادا کرنا یا دوسرون کو جمعہ قائم کرنیکا حکم دینا منقول نہین بلکہ نماز ظہر کا پڑہنا ثابت ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ عرفات مین شرط مصر جو منجملہ شرائط جمعہ کے ہے پائی نہین جاتی تھی. کہا علامہ ابن قیم نے زاد المعاد جلد اول ص ۲۲۸ مین فاقام بظاھر مکۃ اربعۃ ایام یقصر الصلوٰۃ یوم الاحد والاثنین والثلثاء والاربعاء فلما کان یوم الخمیس توجہ بمن معہ من المسلمین الی منی (ثم قال) وبات بھا وکان لیلۃ الجمعۃ فلما طلعت الشمس سار منھا الی عرفۃ (الی ان قال) فلما اتمھا (ای الخطبۃ) امر بلالا فاذن ثم اقام الصلوٰۃ فصلی الظھر رکعتین اسر فیھما بالقرأۃ وکان یوم الجمعۃ فدل علی ان المسافر لایصلی جمعۃ۔

اگر یہ شبہ ہو کہ حدیث عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما واقع صحیح بخاری سے

یہ ثابت ہے کہ مقام جواثی مین جمعہ پڑہا گیا اوبعض علما فرماتے ہین کہ جواثی بحرین کے قریات مین سے ایک قریہ تھا پس قریہ مین جمعہ کا ادا کرنا پایا گیا۔

جواب اول اس شبہ کا یہ ہے کہ خود اسی حدیث سے شہر کا شرط جمعہ ہونا ثابت ہے کیونکہ اس حدیث مین ابن عباسؓ یہ فرماتے ہین کہ بعد مسجد نبوی کے پہلا جمعہ جو پڑہا گیا وہ مقام جواثی مین قبیلہ عبد القیس مین پڑہا گیا اور قبیلہ عبد القیس ۸ھ مین حاضر خدمت اقدس ہوکر مشرف باسلام ہوا تھا حالانکہ جمعہ فرض تو ہجرت سے پہلے ہی ہوچکا تھا گو اسپر عملدرآمد ابتدائے سنہ ہجری مین شروع ہوا پھر اس عرصہ آٹھ سال مین باوجودیکہ کل دیہات قریبہ وبعیدہ نواحی مدینہ منورہ مشرف باسلام ہوچکے تھے کسی مین جمعہ کا بقول ابن عباسؓ نہ پڑہا جانا صاف دلیل اس امر کی ہے کہ جمعہ اہل دیہات پر فرض نہین تہا۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ محققین کے نزدیک جواثی شہر تھا۔ جس عالم نے جواثی پر قریہ کا اطلاق کیا اسکی مراد قریہ سے مدینہ ہے۔ کلام الٰہی مین قریہ کا اطلاق مدینہ پر موجود ہے کما قال اللہ تعالیٰ وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ اس آیہ شریفہ مین قریتین سے مراد طائف اور مکہ ہین جوہری نے صحاح مین اور زمخشری نے بلدان مین جواثی کو قلعہ کہا ہے اور ابو عبد اللہ بکری اور شیخ ابی الحسن بکری بہی کہتے ہین کما فی عمدۃ القاری۔ وحکی ابن التین عن الشیخ ابی الحسن انہا مدینۃ وفی الصحاح للجوہری والبلدان للزمخشری جواثی حصن بالبحرین وقال ابو عبد اللہ البکری ہی مدینۃ بالبحرین لعبد القیس اور شرح ہدایہ مین فرماتے ہین واما جواثی فقد قال الجوہری وابن الاثیر ہی اسم الحصن فی البحرین دفے

المبسوط هی مدینة والمدینة تسمی قریة کما قال اللہ تعالی اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا۔

ہرچند مصر کے ضروری نہ ہونے پر بعض علماء اور دلائل یا شبہات بھی پیش کرتے ہیں لیکن وہ ضعیف اور کمزور ہیں۔ جبکہ حضور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مواجہ مین صحابہ دیہات کے رہنے والون کا کبھی جمعہ مین شامل ہونا اور کبھی نہ ہونا ثابت ہے تو یقینا معلوم ہو گیا کہ دیہات والونپر اقامتِ جمعہ فرض نہین فرضیت جمعہ کے واسطے شہر کا ہونا شرط ہے فتویٰ حضرت حذیفہؓ سے شہر کے شرط ہونے پر صریح الفاظ کے ساتھ مصنف ابن ابی شیبہ مین منقول ہے۔ عبارت بلفظہٖ یہ ہے۔ عن حذیفة قال لیس علی اهل القری جمعة انما الجمعة علی اهل الامصار مثل المدائن واسندہٗ ابن ابی شیبة عن حذیفة وعلی وغیرهما۔ فتح الباری جلد ۲ ص ۳۱۶۔

شرط سلطان۔ سلطان یا نائب سلطان کا ضروری ہونا حدیث ابن ماجہ صفحہ ۷۷ سے ثابت ہے۔ روایت کرتے ہیں جابر بن عبداللہ انصاری رضؓ کہ حضور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جمعہ کی فرضیت بتلا کر یہ کلمات فرمائے فمن ترکها فی حیاتی او بعدی وله امام عادل او جائر استخفافا بها او جحودا لها فلا جمع اللہ شمله ولا بارك له فی امره (الی آخر الحدیث) جس شخص نے میری حیات مین یا بعد وفات کے جمعہ ہلکا سمجھکر چھوڑ دیا یا انکار کے طور پر چھوڑا حالانکہ اسکا حاکم عادل خواہ ظالم موجود ہے خدا تعالیٰ اسکو جمعیت عطا نہ فرمائے اور اسمین برکت نہ دے۔

اس حدیث ابن ماجہ مین حضور نے فرضیت جمعہ کو مشروط فرمایا امام کے موجود ہونے

پر لہذا امام کا ہونا شرائط ادا جمعہ سے قرار پایا شیخ الاسلام علامہ عینی شرح ہدایہ میں اس حدیث کی نسبت فرماتے ہیں واخرجہ البزار من وجہ اٰخر وروی الطبرانی فی الاوسط من حدیث ابن عمرؓ نحوہا۔

بعض محدثین نے حدیث ابن ماجہ کے اسناد پر یہ جرح کی ہے کہ اسکے اسناد میں عبداللہ بن محمد عدوی ضعیف ہے اور سند بزار میں بھی علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے۔ دار قطنی نے فرمایا کلاھما غیر ثابت یہ دونو راوی کمزور ہیں۔

اس جرح کے جواب میں شیخ الاسلام موصوف فرماتے ہیں قلتُ ھذا الحدیث روی مِن طرق ووجوہ مختلفۃ فحصل لہ بذلک قوۃ فلا تمنع من الاحتجاج بہ شرح ہدایہ جلد اول ص۹۰۶۔ یہ حدیث متعدد طریقوں اور مختلف وجوہ سے روایت کی گئی ہے جسکے سبب اسکے اسناد کو قوت پیدا ہو گئی اور اسکی دلیل و حجت ہونے میں روک نہ رہی۔

علامہ ابن ابراہیم حلبی نے کبیری میں امام حسن بصری اور دیگر سلف سے جمعہ کی شرائط میں سلطان کا ہونا نقل کیا ہے عبارت کبیری کی یہ ہے ص۵۱۱ وقال الحسن البصری اربع الی السلطان فذکر منہا الجمعۃ وقال حبیب ابن ثابت لا تکون الجمعۃ الا بامیر وھو قول الاوزاعی ایضا وقال ابن المنذر مضت السنۃ ان الذی یقیم الجمعۃ السلطان او من بھا امرہ فاذا لم یکن ذلک فصلوا الظہر انتہی۔ اور فرمایا عمدۃ القاری میں وعن مالک اذا تقدم رجل بغیر اذن الامام لم یجزھم وذکر صاحب البیان قولا قدیما للشافعی انہا لا تصح الا خلف السلطان او من اذن لہ وعن ابیوسف

ان لصاحب الشرطة ان یصلی بھم دون القاضی وقیل یصلی القاضی ۔ انتہی ۔
اور نقل کیا عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں وروی الدارقطنی باسنادہ عن الزھری
عن ام عبد اللہ الدوسیۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجمعۃ
واجبۃ علی اھل کل قریۃ فیھا امام وان لم یکونوا الا اربعۃ وزاد ابو احمد
الجرجانی روایۃ ذکر النبی صلے اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ ام عبد اللہ دوسیہ روایت
کرتی ہین کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جمعہ اُن اہل قریہ پر واجب ہے،
جہان امام یعنی حاکم ہو خواہ نماز پڑہنے والے چار ہون اور ابو احمد جرجانی کی روایت
مین حضور نے تین تک بھی نمازی ہونے پر جمعہ پڑہنے کی اجازت دی ۔ پوری اسناد
اس حدیث کی بحوالۂ بیہقی الجوہر النقی جلد اول صفحہ ۲۲۵ مین مذکور ہے وہ یہ ہے ۔
ثم خرّج البیھقی عن بقیۃ حدثنا معاویۃ بن یحییٰ ثنا معاویۃ بن سعید
التجیبی ثنا الزھری عن ام عبد اللہ الدوسیۃ الحدیث ۔ اس حدیث کی متعلق
دو شبہ ہین ۔ ایک تو یہ کہ اس حدیث سے بھی اہل قریہ یعنی گانون والون پر جمعہ کا
واجب ہونا ثابت ہو گیا مصر کی شرط نہ رہی ۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہان قریہ کے
معنے مصر کے ہین گانون کے نہین کیونکہ حضور نے صرف اہل قریہ نہین فرمایا بلکہ
امام کی قید سے مقید کیا یعنی وہ قریہ جسمین امام یعنی حاکم رہتا ہو اور ایسا قریہ
جسمین حاکم رہتا ہو شہر ہے ۔ فرمایا شیخ الاسلام بدر الدین عینی نے عمدۃ القاری میں
لان القریۃ اذا کان فیھا نائب من جھۃ الامام یقیم الحد ویکون حکمہ حکم
الامصار والمدن کما ذکرناہ عن قریب عن محمد بن الحسن مولانا محمود حسن دیوبندی
نے بجواب مولوی محمد سعید بنارسی کے اپنے رسالہ احسن القریٰ مین اس حدیث کے

متعلق اس مضمون کو لکھا ہے۔ (اول یہ کہ روایت مذکورہ مین ارشاد کل قریۃ فیھا امام اس بات پر پورا قرینہ ہے کہ قریہ سے مراد مصر ہے سب جانتے ہین کہ عرف عادت مین قیام امام امصار مین ہوتا ہے نہ کہ دیہات مین دوسرے مجیب (مولوی بنارسی نے) جو روایت دار قطنی سے نقل فرمائی ہے اور دار قطنی نے تین سندون سے اسکو روایت کیا ہے اسکے آخر مین جملہ (یعنی بالقری المدن) بھی منقول ہے جسکو مجیب نے کسی وجہ سے قابل نقل و التفات نہین سمجھا الخ

اقول الجوہر النقی مین یہ عبارت ہے وفی اخرہ (یعنی بالقری المدائن) غرض اس حدیث مین درایت اور روایت سے یہ ثابت ہو گیا کہ یہان اہل قری سے اہل مصر مراد ہین جنمین امام ہوتا ہے۔ انہی پر جمعہ واجب ہوتا ہے۔

دوسرا شبہ اس حدیث کے اسناد کے متعلق یہ ہے کہ راوی اس حدیث کے متروک ہین کما قال فی عمدۃ القاری رواتہ کلھم عن الزھری متروکون ولا یصح سماع الزھری من ام الدوسیۃ۔

اسکا جواب یہ ہے کہ جوہر نقی مین اسکی سند کو قوی اور صحیح کہا ہے۔

کہا مولوی بنارسی نے اپنے رسالہ کسر العری مین دار قطنی نے اس حدیث کو تین سندون سے روایت کیا ہے تینون سندین ضعیف ہین مگر بعض کو بعض سے ملانے سے یہ نکلتا ہے کہ فی الجملہ اسکو قوت ہے۔ اس لئے جوہر نقی مین اسکو قوی صحیح کہا ہے اور اسکے مخالف کوئی روایت ضعیف بھی نہین۔ انتہی۔

اقول۔ الجوہر النقی مین اس حدیث دوسیہ کے راویون مین سے معاویہ بن سعید کی نسبت یہ تبلایا ہے کہ اسکو نسائی نے ضعفاء مین ذکر نہین کیا اور نہ

ذہبی نے کتاب المیزان اور کتاب الضعفاء مین درج کیا بل قد ادخله ابن حبان فی الثقات بلکہ ابن حبان نے معاویہ بن سعید کو ثقہ راویون مین ذکر کیا ہے اور معاویہ بن یحییٰ کی نسبت بتلایا کہ صدوق نہین بلکہ ابو مطیع الاطرابلسی ہے وثقه ابوزرعة ابوزرعہ نے اسکی توثیق کی ہے۔

الحاصل سلطان کا شرط ہونا حدیث جابر بن عبداللہ واقعہ ابن ماجہ اور حدیث عبداللہ ابن عمر واقعہ طبرانی اور حدیث ام عبداللہ دوسیہ واقعہ دارقطنی اور اثر حسن بصری اور اقوال امام اوزاعی اور حبیب ابن ثابت اور ابن المنذر سے ثابت ہے بعض روایات کے اسنادمین ضعف ہے مگر بوجہ کثرت طرق قوت پیدا ہوگئی ہے مگر یہ شرط یقیناً ہندوستان مین نہین پائی جاتی۔ اور شرط اول مصر جہاں کہین موجود ہے بوجہ تعدد جمعہ کہ ایک شہر مین متعدد جگہ مختلف مساجد مین جمعہ پڑہا جاتا ہے اسکے متعلق بھی ادا جمعہ مین اشتباہ پیدا ہوگیا لہذا محققین علماء حنفیہ نے بعد ادا جمعہ چار رکعت فرض ظہر کے ادا کرنیکا بھی فتویٰ دیا ہے فرمایا شیخ الاسلام امام ابن ہمام نے فتح القدیر مین واذا اشتبه علی الانسان ذلك ینبغی ان یصلی اربعا بعد الجمعة ینوی بها اٰخر فرض ادرکتُ وقته ولم اوده بعدُ فان لم تصح الجمعة وقعت ظهره وان صحت کانت نفلاً ثم قال وکذا اذا تعددت الجمعة وشك فی ان جمعته سابقة اولا ینبغی ان یصلی ما قلنا واصله ان عند ابی حنیفة لا یجوز تعددها فی مصر واحد وکذا روی اصحاب الاملاء عن ابی یوسف انه لا یجوز فی مسجدین فی مصر الا ان یکون بینهما نهر کبیر حتی یکون کمصرین وکان یأمر بقطع الجسر

ببغداد لذلك فان لم یکن فالجمعة لمن سبق فان صلوا معا او لم تدر السابقة فسدتا۔

اگرچہ ظاہر الروایۃ امام اعظم رضی اللہ عنہ سے بھی ہے کہ تعدد جمعہ ایک شہر مین جائز نہین لیکن دوسری روایت مین جواز تعدد بھی منقول ہے اور اسی پر متاخرین کا فتویٰ ہے چنانچہ اسی کے قریب فتح القدیر صـ ۴۱۱ مین فرماتے ہین وعن محمد یجوز تعددها مطلقا ورواه عن ابیحنیفة ولهذا قال السرخسی الصحیح من مذهب ابیحنیفة جواز اقامتها فی مصر واحد فی مسجدین فاکثر وبه ناخذ لاطلاق لاجمعة الافی مصر شرط المصر فاذا تحقق تحقق فی حق کل منها۔

اگر کسیکو یہ شبہ پیدا ہو کہ جب بعض شرائط جمعہ نہین پائی جاتین تو اداء جمعہ یقیناً صحیح نہ ہوگا پھر کیون جمعہ پڑہتے ہین۔ جواب اسکا یہ ہے کہ یہ دونو شرط شرط مصر اور شرط سلطان احادیث احاد سے ثابت ہین پھر ان شرطون مین آئمہ کا اختلاف بھی ہے ایسی شرط کے مفقود ہونے سے مشروط یقیناً فوت نہین ہوتا بلکہ فوت ہونے کا ظن ہوجاتا ہے۔ اب نہ یقین اس امر کا رہا کہ جمعہ ہمارے ذمہ سے ادا ہوگیا اور نہ یقین اسکا کہ ادا نہین ہوا اسلئے بعد اداء جمعہ فرض ظہر کا ادا کرنا واسطے رفع تردد کے لازم ہوا۔ فرماتے ہین علامۃ العصر مولٰنا شیخ احمد عرف ملا جیون تفسیر احمدی صـ ۳۰۷ مین کہ شرط مصر اور شرط سلطان کے پائے جانے مین ہمارے زمانہ کے علماء کو تردد پیدا ہوا بعض نے تو نماز جمعہ ہی کو چھوڑ دیا بعض صرف جمعہ پڑہتے ہین بعض علماء اپنے گھرون مین نماز ظہر پڑہکر پھر نماز جمعہ مین شامل

ہوتے ہین اور اکثر علمار کا عمل یہ ہے کہ ہمیشہ نماز جمعہ پہلے ادا کرتے ہین کیونکہ
یہ اسلام کے اکبر شعائر مین سے ہے اور اسکے بعد ظہر پڑہتے ہین ہر چند دو فرضون
مین جمع کرنا اہل اسلام کے نزدیک جائز نہین مگر کثرت شکوک اور غلبہ اوہام کے
سبب علماء ایسا کرتے ہین۔ عبارت بلفظہ یہ ہے وقد طال الکلام فی زماننا
بین یدی الانام فی وجدان الشرطین الاولین اعنی فی معنی المصر
اختلافا فقیل فیہ امیر وقاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود وقیل
مالا یسع اکبر مساجدہ اھلہ والمعنی الاول لا یوجد الا نادرا وکان المعنی
الثانی المختار منھما یوجد فی اکثر المواضع وفی السلطان او نائبہ لا ندری
شرطہ الحضور ام یکفی الاذن وان کان کلام صاحب الکشاف یشیر الی انہ
یجب الاذن عند عدم الحضور ولھذا افترقوا فرقا مختلفا فقیل منھم
من ترک الجمعۃ اصلا وطائفۃ اکتفوا بھا فقط وبعضھم ادوا الظھر فی
منازلھم ثم سعوا الی الجمعۃ واکثرھم داموا علی ادائھا اولا علما منھم بانھا
اکبر شعائر الاسلام والتزموا بعدھا اداء الظھر لکثرۃ الشکوک فی شانھا
وغلبۃ الاوھام وان کان لا یجوز الجمع بین الفرضین عند اھل الاسلام۔ انتہیٰ
اقول علامہ ممدوح کا یہ فرمانا کہ دو فرضون مین جمع کرنا اہل اسلام کے نزدیک
جائز نہین اس صورت مین ہے جبکہ ادا جمعہ مین کوئی تردّد اور اشتباہ نہو
پھر جمع بین الفرضین ہرگز جائز نہین اور جب تردّد ہو تو جمع کرنا چاہیے تاکہ پہلے
جمعہ کو جماعت کے ہمراہ پڑہنے اور پھر ظہر کو فرادیٰ ادا کرنے سے مکلف فارغ الذمہ
ہوجاوے اور اسکی اصلیت شرع شریف مین موجود ہے عن ابی سعید الخدری

قال خرج رجلان فی سفر فحضرت الصلوٰۃ ولیس معھما ماء فتیمما صعیدا طیبا فصلیا ثم وجدا الماء فی الوقت فاعاد احدھما الصلوٰۃ بوضوء و لم یعد الاخر ثم اتیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکرا ذلک فقال للذی لم یعد اصبت السنۃ واجزأتک صلوٰتک وقال للذی توضأ واعاد لک الاجر مرتین رواہ ابوداؤد والنسائی والدارمی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ دو مسافر (صحابی) سفر مین تھے نماز کا وقت آگیا اور انکے پاس پانی وضو کے واسطے موجود نہ تھا دونون نے پاک مٹی سے تیمم کر لیا اور نماز پڑہی اسکے بعد پانی وقت مین ملگیا ایک نے انمین سے وضو کر کے نماز کو دُہرایا اور دوسرے نے نہین دُہرایا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوئے اور اپنا اپنا ماجرا سنایا جس شخص نے نماز نہین لوٹائی تھی اس سے حضور نے ارشاد فرمایا تو نے سنت پر عمل کیا اور تیری نماز تیمم کے ساتھ کافی ہو گئی اور جس شخص نے وضو کر کے دوبارہ فرض ادا کیا تھا اُسکو فرمایا تجھے دُہرا ثواب ہے۔ مشکوٰۃ صـ ۴۸ ۔ دیکھو اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ بوجہ تردد کے ایک وقت مین دو فرض پڑہنے والے کو شارع علیہ السلام نے دوہرے ثواب کے ملنے کی بشارت دی کیونکہ اس نے احتیاط پر عمل کیا۔

نیز فرضیت جمعہ کے معلوم ہونے سے پہلے بعض صحابہ نے جمعہ کو نفلاً اور ظہر کو بطور فرض ایک وقت مین جمع کیا ہے چنانچہ کتب حدیث و سیر مین مذکور ہے کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ منورہ مین رونق افروز ہونے سے قبل صحابہ جمع ہوئے انصار نے کہا یہود کا ہفتہ مین ایک دن خاص

عبادت کرنیکا ہے اور اسیطرح نصاری کا ہم بھی ایک دن ہین جمع ہوا کرین اور ذکر اللہ مین مصروف ہوون نماز پڑہین اللہ کریم کا شکر کرین اس کام کے واسطے جمعہ کا دن ٹھراکر اسعد بن زرارہ کو امام بنایا اُنہون نے جمعہ پڑہایا اسکے بعد اللہ کریم نے یہ آیۃ نازل فرمائی إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ الآیۃ (اوثق العری ص) یہ اجتماع انصار کا جمعہ کے واسطے حضور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم دینے سے پہلے ہوا تھا خود انکا اجتہاد تہا جمعہ انکے حق مین نفل تھا اور ظہر انپر بدستور فرض تھی پس اسوقت ان صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مابین جمعہ اور ظہر کے جمع کیا چنانچہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اوثق العرا مین فرماتے ہین چونکہ یہ اجتماع انصار کا از رائے خود قبل امر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہوا تھا اور وہ صلوٰۃ نفلاً تھی اسکے سبب سے اُنھون نے فرض ظہر ترک نہ کیا تھا کیونکہ یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ اپنی رائے سے ایک امر ایجاد کرکے فریضہ حق سبحانہ وتعالیٰ کو چھوڑ بیٹھتے۔ انتہی۔

فائدہ محققین کے نزدیک فرضیت جمعہ مکہ معظمہ مین ہوچکا تھا کما مرّ من الاتقان مگر اظہار اسکا بواسطہ نزول سورۂ جمعہ مدینہ منورہ مین ہوا پس جو علما یہ فرماتے ہین کہ مدینہ منورہ مین جمعہ فرض ہوا وہ اسوجہ سے فرماتے ہین کہ اظہار اس حکم کا دوسری جگہ اور نزول سورۂ جمعہ کا مدینہ منورہ مین ہوا شرح سفر السعادت صنّف حضرت شیخ محدث اجل دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین بدانکہ اقامت اسعد بن زرارہ جمعہ راپیش از قدوم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمدینہ و اجتماع صحابہ برائے آن صحیح است (الیٰ ان قال) شیخ ابن حجر فرماید کہ دور نیست کہ حضرت صلعم جمعہ را

ور مکہ بوحی دانستہ باشد لیکن بر اقامت و اجتماع مردم برائے آن ور مکہ قدرت
وتمکن نیافتہ چنانچہ نزد دارقطنی حدیثے از ابن عباس نیز درین باب آمدہ و صحابہ از
از اہل مدینہ آنرا نہ شنیدہ و در نیافتہ و آنرا باجتہاد خود پیدا کردہ و اجتماع نمودہ و ذکر
و عبادت و نماز کردہ و لازم نیست تجمیع خصوصیاتے کہ در جمعہ وارد است بودہ و تقرر
در مقصود کافی است۔ واللہ اعلم۔

پھر حضرت شیخ اجل محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح سفر السعادت ص ۲۱۳
مین فرماتے ہین۔ فائدہ از محیط نقل کردہ اند کہ در ہر موضع کہ شک بود در شرائط
جمعہ اہل آن موضع را باید کہ بعد از جمعہ چہار رکعت بگذارند بہ نیت ظہر احتیاطاً تا کہ
اگر جمعہ صحیح نیفتد از عہدہ فرض وقت باداء ظہر بیقین بیرون آیند و از فتوی الحجہ
آوردہ اند کہ احتیاط در قری کبیرہ آنست کہ پیش از جمعہ چہار رکعت سنت بگذارند
و بعد از وے چہار رکعت بہ نیت سنت وقت پستر ظہر و دو رکعت سنت وقت قول
صحیح و مختار ہمین است تا بیشک از عہدہ بیرون آید۔ انتہیٰ۔

اگر کوئی یہ کہے کہ تردد اور شک کرنے سے عبادت باطل ہو جاتی ہے۔
مثلاً کسی نے یہ نیت کی کہ اگر کل کو ماہ رمضان المبارک شروع ہوا تو میرا روزہ ہے
ورنہ نہین۔ اتفاق سے رمضان ہی شروع ہو گیا مگر اسکا روزہ رمضان شریف
سے بوجہ تردد فی النیۃ صحیح اور محسوب نہین ہوگا اسپر اس دن رمضان کی قضا آئیگی

اقول فی جوابہ۔ تردد اگر اصل نیت مین ہو تو ایسی نیت سے عبادت باطل
ہوگی اور اگر تردد اصل نیت مین نہ ہو بلکہ اسکے متعلق وصف نیت مین ہو تو عبادت
باطل نہین ہوگی۔ مثلاً کسی شخص نے یہ نیت کرلی کہ کل کو روزہ رکھونگا اگر رمضان المبارک

ہ جیسا کہ سوال مین مذکور ہو

شروع ہوگیا تو میرا روزہ فرض ہوگا اور اگر آخر شعبان ہے تو روزہ نفلی ہوجائیگا اتفاق
سے رمضان شریف شروع ہوگیا تو اسکا روزہ صحیح اور درست ہوگا کیونکہ اس شخص کو
اصل نیت مین تردد نہین تھا نیت روزہ کی قطعی کرلی تہی صرف تردد وصف نیت مین تھا
فرض ہونا یا نفل ہونا روزہ کے اوصاف مین سے ہین اور یہ تردد فی الوصف مانع صحت
عبادت نہین ہوا لیکن مانحن فیہ مین یعنی نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد فرض ظہر پڑہنے مین
(جسپر اکثر علماء کا اتفاق اور عملدرآمد ہے) نہ تردد اصل نیت مین ہے اور نہ وصف
نیت مین کیونکہ نماز جمعہ کا پڑہنے والا فرض جمعہ کی نیت کرتا ہے یہ تردد نہین کرتا
کہ یہ جمعہ ہے یا ظہر ہے۔ اور نہ یہ نیت کرتا ہے کہ یہ دو رکعت جنکی نیت کرتا ہون
فرض ہین یا نفل ہین بلکہ جمعہ کو فرض جانکر پختہ طور پر فرض جمعہ کی نیت کرتا ہوا سکے بعد
ظہر کی نیت ان الفاظ سے کرتا ہے کہ آخر فرضون مین سے جو میرے ذمہ ہو اور
جسکو مینے ابتک ادا نہین کیا اسے شروع کرتا ہون۔ دونو کی نیت قطعی اور یقینی
ہے شک اور تردد دونو مین سے کسی کی نیت مین نہین۔ ہان تردد اسمین ہے کہ ہر دو
نمازون مین سے عنداللہ کونسی نماز واقع ہوئی اور یہ تردد فی النیت نہین اسواسطے
مبطل نماز نہین اسکی نظیر یون سمجھنی چاہیئے کہ کسی شخص نے نماز ظہر تنہا اپنے گھر مین
ادا کی پھر وہ مسجد مین پہونچا وہان بحکم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی ظہر کو جماعت
کے ساتھ ادا کیا بعض احادیث کے موافق پہلی نماز فرض ہوئی اور دوسری نفل
اور بعض کے مطابق دوسری فرض اور پہلی نفل باوجود اس تردد کے اصل نماز
کے ادا ہونے مین نقصان نہین آیا۔ پہلی حدیث ابوداؤد کے صفحہ ۸۰ پر یزید بن
الاسود سے مروی ہے اور دوسری حدیث اسی کے متصل یزید بن عامر سے

منقول ہے چنانچہ اس باب مین حضرت شیخ مشائخنا مولانا شاہ ولی اللہ محدث
رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حاشیہ مصفی صفحہ ۱۳۷ شرح موطا مین واضح طور پر تحریر فرماتے ہین حیث قال
(مسئلہ) اگر در جماعت نماز گذارد و بعد ازان جماعت دیگر دریافت آیا مستحب است ادا
اعادہ دو وجہ درین باب آمدہ است (مسئلہ) می باید کہ این نماز دیگر را بہ نیت
فرض ادا کند زیرا کہ سلف اختلاف کردہ اند در آنکہ کدام یک ازین دو نماز فرض واقع
میشود جمع تفویض بجناب الٰہی نمودند وگفتند انما ذلک الی اللہ یجعل ایہما شاء
و جمعے گفتند اول از فرض واقعہ شود و ذمہ مصلی بسبب آن فارغ گشت پس ثانیہ
نمیتواند شد الا النفل و درین قول نظر است زیرا کہ جائز است کہ نماز اول از فرض
واقع شدہ باشد موقوفا بآن معنی کہ اگر نمازے اکمل از وے در وقت واقع نشود این
نماز فرض است والا این نماز فرض باشد و آن نفل پس بر ہر تقدیر خلاف متصور
نمے شود مگر در آن صورت کہ نماز ثانیہ را بر ہیئۃ نماز اول گذاردہ باشد و اگر نیت نفل
کردہ است محل اختلاف نمیتواند شد۔ انتہی۔

غرض دو نماز فرض ایک وقت مین ادا کرنے سے عند اللہ ایک ہی نماز واقع ہوئی
اور مکلف بری الذمہ ہوگیا یہ اسی صورت مین کہ دونو کی نیت پختہ طور پر فرض سمجھکر
کی ہو اور اگر ان دونو مین سے ایک کی نیت فرض کی کی ہو اور دوسری کی نیت
نفل کی کی تب فرض فرض اور نفل نفل ہوگا۔

الحاصل جب یہ ثابت ہوگیا کہ ایک فرض ایک نوع کا ایک وقت مین دوبارہ
بہ نیت فرض موافق التصریح احادیث صحیحہ جائز ہے تو دو فرض دو نوع کے (کہ واقع
موقعہ فرضیا عند اللہ دونو مین سے ایک ہے) بالطریق اولی جائز ہوئے اسمین

احتیاط پر عمل کرنے سے مکلف بری الذمہ ہو جاتا ہے اور اس قسم کی احتیاط
پر سلف صالحین محدثین کا عمل رہا ہے کما فی البخاری فی باب الماء الذی
یغسل به شعر الانسان عبارت بخاری شریف صنہ۳ مصری کی یہ ہے وقال
سفیان هذا الفقه بعینه لقوله عز وجل فلم تجدوا ماءً فتیمموا وهذا
ماء وفی النفس منه شئ یتوضاء به ویتیمم یعنی سفیان کے نزدیک احتیاط
اسمین ہے کہ جب پانی مشکوک موجود ہو تو وضو کافی نہین وضو اور تیمم دونوین جمع کرے
اسکی شرح مین امام قسطلانی جلد اصنہ۲ شارح صحیح بخاری فرماتے ہین لان الماء
الذی یشك فیه لاجل اختلاف العلماء کالعدم فیحتاط للعبادة جس پانی
مین اختلاف علماء کے سبب شک ہو وہ بمنزلہ معدوم کے ہے پس عبادت
مین احتیاط پر عمل کرنا چاہیئے اور کتب فقہ مین تو یہ مسئلہ مذکور ہی ہے کہ جب
حمار یا خچر کے جوٹھے پانی کے سوا اور خالص پانی نہ ہو تو احتیاطا وضو اور تیمم دونو
جمع کرے چنانچہ کبیری مین ہے ومن لم یجد ماء الا سؤر الحمار والبغل الذ
امه اتان یتوضاء ویتیمم وایهما قدم جاز خلافا لزفر فان عنده لابد ان
یقدم الوضوء علی التیمم للخروج عن العهدة بیقین۔ انتهی۔ نیز در مختار مین
یہ مسئلہ موجود ہے کہ جب کسی شخص کو جہتہ قبلہ مین اشتباہ ہو یقینا معلوم
نہ ہو کہ کسطرف قبلہ ہے اور نہ کسی طرف کو ترجیح دل مین پیدا ہو تو احتیاطا چارون
طرف نماز پڑھے عبارت بلفظہ یہ ہے ومن لم یقع تحریه علی شئ صلی لکل
جهة مرة احتیاطا اسکی شرح مین صاحب رد المختار فرماتے ہین کہ شرح منیہ مین
اسی کو اختیار کیا اور احوط کہا ہے ونقل عن الهندیة عن المضمرات انه الاصوب

فلهذا اختاره الشارح رد المحتار جلد ۱ صفحہ ۳۰۴۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد پھر فرادیٰ فرادیٰ ظہر کے فرض احتیاطاً پڑھنے پر اکثر علماء کا فتویٰ اور عملدرآمد رہا ہے اور یہ کسی قاعدہ شرعیہ کے مخالف نہین کما مر۔ کہا فتاویٰ عالمگیری مین ثم فی کل موضع وقع الشك فی جواز الجمعة لوقوع الشك فی المصر او غیرہ واقام اهله ینبغی ان یصلی اربع رکعات وینوی بها الظهر حتی لو لم تقع الجمعة موقعها لخرج عن عهدة فرض الوقت بیقین کذا فی الکافی وهکذا فی المحیط فخر المتاخرین علامہ محمد امین نے رد المحتار جلد ۱ صفحہ ۵۶۵ مین خوب بسط کے ساتھ نماز جمعہ کے بعد فرض ظہر کا احتیاطاً پڑھنا ثابت کیا ہے اور صاحب بحر الرائق کا جواب دیا ہے جنہون نے اسکو خلاف مذہب خیال کیا ہے عبارت رد المحتار کی یہ ہے وقال فی البحر انه لا احتیاط فی فعلها لان العمل باقوی الدلیلین الخ۔ اقول وفیه نظر بل هو الاحتیاط بمعنی الخروج عن العهدة بیقین لان جواز التعدد وان کان ارجح واقوی دلیلا لکن فیه شبهة قویة لان خلافه مروی عن ابی حنیفة رضی الله عنه ایضا واختاره الطحاوی والتمرتاشی وصاحب المختار وجعله العتابی الاظهر وهو مذهب الشافعیؒ والمشهور عن مالکؒ واحدی الروایتین عن احمدؒ کما ذکره المقدسی (الی ان قال) وفی الحدیث المتفق علیه فمن اتقی الشبهات استبرأ لدینه وعرضه ولانه قال بعضهم فیمن یقضی صلوة عمره مع انه لم یفته شئ لا یکره لانه اخذ بالاحتیاط وذکر فی القنیة انه احسن ان کان فی صلاته خلاف المجتهدین ویکفینا خلاف من مر ونقل المقدسی عن المحیط کل موضع وقع الشك فی کونه مصرا ینبغی لهم ان یصلوا بعد الجمعة

اربعا بنیة الظہر احتیاطا حتے انہ لولم تقع الجمعة موقعہا یخرجون عن عہدة فرض الوقت باداء الظہر ومثلہ فی الکافی و فی القنیة لما ابتلی اہل مرو باقامة الجمعتین فیہا مع اختلاف العلماء فی جوازہا امر آئمتہم بالاربع بعدہا احتیاطا و نقلہ کثیر من شراح الہدایة وغیرہا و تداولوہ و فی الظہیریة واکثر مشائخ بخاری علیہ لیخرج عن العہدة بیقین۔ انتہی بقدر الضرورة۔

اور جمعہ کے بعد ظہر کا ادا کرنا اشتباہ کے وقت علماء حنفیہ ہی مین مروج نہین بلکہ علماء شافعیہ بھی باوجودیکہ شرط مصر کے قائل نہین اور نہ سلطان یا نائب سلطان کا ہونا ضروری جانتے ہین مگر بوجہ تعدد جمعہ احتیاط اسمین دیکھتے ہین کہ نماز جمعہ کے بعد ظہر پڑہتے ہین چنانچہ امام عبد الوہاب شعرانی میزان شعرانی مین اول یہ سوال لکھتے ہین کہ شوافع جمعہ کے بعد نماز ظہر کیون پڑہتے ہین حالانکہ جمعہ کے دن ظہر کی نماز فرض نہین کی گئی۔ پھر جواب دیتے ہین کہ اسکی وجہ احتیاط پر عمل کرنا ہے عبارت بلفظہ یہ ہے۔ فان قلت فما وجہ اعادة بعض الشافعیة الجمعة ظہرا بعد السلام من الجمعة مع ان اللہ تعالیٰ لم یفرض یوم الجمعة صلوٰة الظہر الا عند العجز عن تحصیل شروط الجمعة مثلا۔ فالجواب ان وجہ ذلک الاحتیاط والخروج من شبہة منع الائمة التعدد انتہی بقدر الضرورة علماء شافعیہ کو توصرف تعدد جمعہ سے ادا جمعہ مین اشتباہ پیدا ہوکر بعد الجمعہ فرض ظہر کا فتویٰ دیا۔ آئمہ حنفیہ کی تحقیق کے مطابق حسب تائید احادیث و آثار تین طرح سے ادا جمعہ مین اشتباہ پیدا ہوگیا۔ اول مصر کے ہونے مین کہ مصر کی تعریف مین اختلاف کثیر ہے کمامر۔ دوم سلطان یا نائب سلطان کے موجود نہ ہونے مین۔ سوم

ایک شہر مین جمعہ کے متعدد مساجد مین پڑھے جاتے ہین ۔ اسواسطے حنفیون کو جمعہ کے بعد نماز ظہر کا ادا کرنا ضرور ہوا تاکہ یقیناً فرض وقت ذمہ سے ادا ہوجاوے غرض جمہور علماء حنفیہ اور علماء شافعیہ وقت اشتباہ نماز جمعہ کے بعد فرض ظہر بھی پڑھتے چلے آئے ہین۔

اب یہ امر کہ نماز ظہر کا پڑھنا مستحب ہے، یا واجب ہے، اسکی نسبت صاحب درالمختار فرماتے ہین کہ جب شرائط کے پائے جانے مین ص شک اور اشتباہ ہو تو واجب ہے، حیث قال وبالجملہ فقد ثبت انہ ینبغی الاتیان بھذہ الاربع بعد الجمعۃ لکن بقی الکلام فی تحقیق انہ واجب او مندوب قال المقدسی ذکر ابن الشحنۃ عن جدہ التصریح بالندب وبحث فیہ بانہ ینبغی ان یکون عند مجرد التوھم اما عند قیام الشک والاشتباہ فی صحۃ الجمعۃ فالظاھر الوجوب ونقل عن شیخہ ابن الھمام مایفیدہ۔ انتہی۔

قطب صمدانی امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ علوم ظاہری اور باطنی مین جامع اتباع سنت مین پورے اور ہمیشہ عزیمت پر عمل فرماتے تھے انکے حالات مین احتیاطی ظہر کا بعد الجمعہ ادا کرنا لکھا ہے عبارت مقامات صفحہ ۱۲۵ امام ربانی رح کی یہ ہے ۔ اور صلوۃ ظہر کو قبل جمعہ نہ ادا کرتے بلکہ اسکو مکروہ جانتے لیکن بعد ادائے جمعہ پڑھتے اور فرماتے کہ شرائط جمعہ بقول بعضے اسوقت پائی نہین جاتین اور اسطرح نیت کرتے نویت ان اصلی للہ تبارک وتعالی اربع رکعات اٰخر فرض ظہر ادرکت وقتہ ولم اودہ (انتہی) حضرت زبدۃ الصلحاء شیخ المحدثین والقراء مولانا قاری عبدالرحمن صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

ص اگر جمعہ ہوگیا تو ادا ہو فرض ظہر اور اگر صحیح ہے اور اگر شرائط کے پائے جانے مین

(کہ عاجز راقم الحروف کو بھی خادم اور تلمیذ ہونیکا فخر اور شرف حضرت ممدوح سے ہی)
اپنے بعض فتاوی مین بعد الجمعہ فرض ظہر کے پڑہنے کا عمل اپنے اساتذہ حضرت مولٰنا
شاہ عبد العزیز رہ اور مولٰنا شاہ محمدؐ اسحٰق مہاجر رحمۃ اللہ علیہ کا بتلاتے ہین چنانچہ عبارت
بلفظہ یہ ہے۔ ہمارے اساتذہ کا مانند حضرت مولانا محمدؐ اسحٰق اور مولانا شاہ عبد العزیز
قدس سرہما فتوی اور عمل یہی تھا کہ چار رکعت بہ نیت آخر ظہر پڑہتے (الی ان قال) یہ فقیر
اسیطرح پڑہتا ہے جسطرح علماء مذکورین کو پڑہتے دیکھا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب فتاوی قادریہ ۱۲
فاضل لکھنوی مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ اپنے متعدد فتاوی مین بعد الجمعہ
چار فرض ظہر کے پڑہنے کا فتوی دیتے ہین۔ جلد اول صفحہ ۱۳۰ مین یہ عبارت ہے۔ واما
ادا، چار رکعت بہ نیت آخر ظہر بعد ادائے نماز جمعہ پس مبنی بر احتیاط است نہ بر اشتباہ
در صحت جمعہ وہر چند کہ بعضے فقہا حکم عدم ادا، آن دادہ اند لیکن صحیح آنست کہ ادا، این
احتیاط مستحسن است لیکن بدون جماعت چہ جماعت ظہر دران روز ممنوع عنہ است۔ الخ
اور جلد سوم کے صفحہ ۶۳ مین اسطرح ہے وبنظر اختلاف مصر ہر جا کہ مصریت
مشتبہ باشد احتیاط مقتضی آنست کہ بعد نماز جمعہ چار رکعت در ہر رکعت کدامی سورۃ
وفاتحہ بہ نیت نویت ان اصلے اخر الظہر الذی ادرکت وقتہ ولم یسقط
بعد عنی الخ گذاردہ شود در مستملی صغیر مے آرد وعن الاختلاف فی المصر قالوا
فی کل موضع وقع الشک فی جواز الجمعۃ ینبغی ان یصلے اربع رکعات بنیۃ
آخر الظہر ادرکت وقتہ ولم یسقط بعد عنی۔ انتہی۔
مولٰنا ابو البرکات ملا محمدؐ ایوب حنفی پشاوری نے اپنے رسالہ الجمعۃ القویۃ فی
اداء الاربع بعد الجمعۃ مطبوعہ مجتبائی لاہور صفحہ ۷ مین بحوالہ قنیۃ المنیۃ امام حسن بن زیاد

شاگرد امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ادائے فرض ظہر بعد الجمعہ نقل کیا ہے۔ عبارت بلفظہ رسالہ مذکور کی یہ ہے وفی قنیۃ المنیۃ لما ابتلی اھل مرو باقامۃ الجمعتین بہا مع اختلاف العلماء فی جوازھا امروا باقامتہم باداء الاربع بعد الجمعۃ احتیاطا واختلفوا فی نیتہا قیل الاحوط ان یقول نویت اٰخر ظہر ادرکت وقتہ ولم اصلہ بعد وقال الحسن اختیاری ان یصلی الظہر بہذہ النیۃ ثم یصلی اربعا بنیۃ السنۃ کذا فی البنایہ شرح الھدایہ والحسن اذا ذکر فی کتب اصحابنا فالمراد بہ ابن زیاد تلمیذ ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ کذا فی غایۃ البیان۔ فثبت ان اداء الاربع فی موضع وقع الشک فی صحۃ الجمعۃ مروی عن ابیحنیفۃ رضی اللہ عنہ رواہ الحسن بن زیاد تلمیذ ابیحنیفۃ رح واختارہ ولذا ذکرہ اصحاب المتون المعتبرۃ الموضوعۃ لنقل المذاھب کالمواھب والوافی۔ پھر اسی صفحہ سے مواہب سے نقل کیا اذا اشتبہ استجماع الشرائط ینبغی ان یصلی بعدھا اربعا ینوی اٰخر ظہر ادرکت وقتہ ولم اصلہ بعد انتہی۔ اسیطرح وافی اور کافی سے نقل کیا ثم فی کل موضع وقع الشک فی جواز الجمعۃ لوقوع الشک فی المصر او غیرہ واقام اھل الجمعۃ ینبغی ان یصلوا بعد الجمعۃ اربع رکعات وینوی بہا اٰخر الظہر حتی لو لم تقع الجمعۃ موقعہا یخرج عن عہدۃ فرض الوقت بیقین۔ انتہی۔ وفی ھذا کفایۃ لمن لہ درایۃ۔ وھذا اٰخر الکلام فی ھذا المقام والحمد للہ علی حسن الاختتام وصلی اللہ علی سیدنا ومولنا محمد وعلی اٰلہ واصحابہ البررۃ الکرام

تمت تمام شد

لہ فان اصحاب الامام ابی حنیفۃ رح کابی یوسف ومحمد وزفر والحسن قالوا اخذنا قول الا وجود روایتنا عن ابی حنیفۃ رح کذا فی رد المختار ۱۲

اسمین شک نہین ہے کہ ظہر بعد الجمعہ کا بلاد ہند مین ادا کرنا امر مستحسن ہے مگر عوام مین اگر اسکا اظہار و اعلان موجب تردد فی فرضیۃ الجمعہ ہو تو ایسے لوگون مین اسکا اعلان بطرز مخل و موقع بشک ٹھیک نہین کما صرح به بعض الفقہاء الحنفیۃ رحمہم اللہ تعالے۔ کتبہ ابو الحسن غلام مصطفے الحنفی القاسمی عفی عنہ از امرتسر

شرائط جمعہ کی توقیفی ہین نہ اجتہادی۔ اسلئے کہ شرائط مخصص ہین اور مخصص حکم ناسخ مین ہوتا ہے اور اہل اصول کا اتفاق ہے کہ الشرائط والاسباب لاتکون الا توقیفیۃ اور شرائط مین نفس کلی موقوف علیہ بمعنی لولا لامتنع ہوتا ہے اور ہر ایک فرد خاص موقوف علیہ بمعنے مصحح لدخول الفاء ہوتا ہے مثلاً نفس عورت پوشیدہ ہے پرواے ذات حق وحدہٗ لاشریک لہ شرط حقیقی موقوف علیہ صحۃ صلوٰۃ بمعنے لولا لامتنع ہے ستر فرج مین بلحاظ افراد کثیرہ عاری کے قعود فی الصلوٰۃ سے شروع کرکے چار پانچ اعلیٰ نوع ثیاب تک سب موقوف علیہ بمعنے مصحح لدخول الفاء ہین اور کسی وقت مین تحقق صلوٰۃ کا بلا شرط نہین ہوتا ہے۔ علیٰ ہذا اداے صلوٰۃ جمعہ کے لئے شرط حقیقی ظہور شوکت اسلام ہے اور اسکے بعض افراد سے مصر اور سلطان ہے اور فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تقدس مین اسکا اعلیٰ فرد موجود تھا کہ ذات محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مدینہ منورہ ہر دو آپ محب الرسالۃ مختلط بالحکومۃ منشار ظہور کمال شوکت اسلام تھی اور مدینہ منورہ بلحاظ مہاجر ہونے کے منشار ظہور کمال اسلام کا بحسب الذات تھا اور اس سے ادنیٰ فرد زمانہ آئمہ مجتہدین خاصہ حضرت امام صاحب مین متحقق کہ اور امصار سواے مدینہ منورہ کے منشار ظہور شوکۃ اسلام بحسب وجود سلطان منشاء ظہور اسلام تھے۔ یہان سے ہی اُنہون نے اپنے اہل زمان کو مصر کا یہ پتہ لگایا کہ جہان اسواق بازار اور سلطان یا نائب مجری الحدود ہون اور احادیث ضعف اسلام اور ضعف شرعیت کے لحاظ اہل زمانہ متاخرہ کے لئے یہ فرد بیان فرمایا کہ جہان نو دس یا زیادہ مساجد ہون کہ نفس کثرت مساجد بھی عرفاً منشاء ظہور شوکۃ اسلام ہے۔ علیٰ ہذا ادنیٰ فرد سلطان کا امام حی کہ جسکی امامت پر سب لوگ راضی متفق ہین۔ پس جو افراد شرائط کے شرعاً اس زمانہ مین ہین وہ متحقق ہین اور جمعہ شہرون قصبون مین قطعاً فرض ہے اور ادا قطعاً ہو جاتا ہے اور نماز ظہر کا سقوط قطعی بلحاظ ظن ہے کہ جمعہ کی نماز غیر قیاسی ہے کہ اسقاط الاربع برکعتین ہے۔ اور غیر قیاسی کے وجود کے لئے جو عوارض خاص زمانہ نبوئی اور صحابہ کے ہین وہی شرائط ہوتے ہین۔ جیسے نقض الوضوء بالقہقہ مین۔ پس حضرت امام صاحب نے جب تتبع کیا تو انکے ہان خصوصیات ادا زمانہ نبوئی اور صحابہ کرام اور نمودار ہوئے اور حضرت

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہان۔ اور بس ہر ایک مجتہد کی تحقیق پر بانی ہوا لہذا حسب الحکم مجتہد گو جمعہ قطعاً
ادا ہو جاتا ہے مگر چونکہ نماز ظہر کی غایۃ قطعی الوجود ہے اور مقام فراغ ذمہ کا ہے۔ لہذا سزاوار عبودیت
یہ ہے کہ ظہر احتیاطاً پڑہی جائے۔ علاوہ جہان جمعہ متعدد جگہون مین ہوتا ہے وہان شافعیہ مالکیہ وغیرہ
کے یہان تو واجب ہے، کہ انکے توحد شرط ہے اور ہمارے علی القول المختار مستحب اور بہتر ہے۔
اور جب احتیاط کا حکم دیا جائے تو پہلے عوام کو حقیقت مسئلہ تفصیل وار تعلیم کیجائے تاکہ توہمات
غلط سے بچ جائین۔ فقط۔ واللہ اعلم۔

محمد محی الدین الصدیقی الحنفی عفی عنہ مدرس اول مدرسہ نصرۃ الحق حنفیہ امرتسر

مسئلہ احتیاط الظہر کو مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب سلمہ ربہ نے بہت تحقیق سے لکھا ہے
مجھے اسمین اتفاق ہے اور اسبارہ مین احقر نے رسالہ نور الشمعہ فی ظہر الجمعہ بہی مدت ہوئی شائع کیا
ہوا ہے جو علمائے احناف کے نزدیک مقبولیت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ من شاء فلینظر ثمہ فقط

خاکسار احمد علی عفی عنہ بٹالوی پروفیسر عربی اسلامیہ کالج لاہور

حامداً ومصلیاً ومسلماً ۔ یہ بات روشن ہے کہ ظہر بھی فرض ہے اور جمعہ بھی فرض۔
پھر اختلاف کیسا۔ اور اپنے دل سے ایک وہم گھڑ لینا کہ ظہر احتیاطی پڑہنے سے عدم فرضیت
جمعہ کا خیال پیدا ہوتا ہے محض بے دلیل ہے۔ ہان یہ تفصیل قابل ذکر ہے کہ ظہر بلا شروط وغیرہ
فرض ہے اور جمعہ ایسا نہین بلکہ جمعہ کے لئے شروط وقیود لازمی ہین اگر وہ پائی جائین تو جمعہ ورنہ ظہر
ہی پڑہنی چاہئیے۔ مثلاً (۱) ظہر غلام اور آقا دونو پر فرض ہے مگر جمعہ غلام پر واجب نہین (۲) ظہر مسافر
ومقیم دونو پر فرض ہے مگر جمعہ مسافر پر نہین (۳) ظہر مرد وعورت دونو پر فرض ہے مگر جمعہ عورت پر فرض
نہین دیکھو تفسیر درمنثور جلد ۵ صفحہ ۲۹۶ (۴) ظہر تندرست اور علیل دونو پر فرض ہے مگر جمعہ بیمار پر فرض
نہین (۵) ظہر شہری اور دیہاتی اور جنگلی اور دریائی سوار پر فرض ہے مگر جمعہ دیہاتی اور جنگلی وغیرہ
پر فرض نہین۔ چنانچہ دیکھو کتاب نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ۔ اور موطا امام مالک مین
مرقوم ہے۔ باب لا جمعۃ فی العوالی ومن حضرہم المدینۃ فلہ الرجوع قبل دخول الوقت مالك عن ابن
شہاب ابی عبید مولی ابن ازہر قال شہدت العیدین مع عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ
فجاء فصلی ثم انصرف فخطب وقال انہ قد اجتمع لکم فی یومکم ھذا عیدان فمن احب

من اهل العالية ان ينتظر الجمعة فينتظرها ومن احب ان يرجع فقد اذنت له رواه مالك
باب الامر بالصلوة قبل الخطب فی موطاه۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مصفّٰے
شرح مؤطا مین لکھتے ہین اتفقوا علی انه لاجمعة فی العوالی۔ عوالی کہتے ہین گانٔون اور بیرونی
زمینون کو چنانچہ دیکھو مجمع البحار مطبوعہ نولکشور صفحہ ۲۲۳ و ۴۶۷ اور قاموس وغیرہ مین بھی یہی ہے۔ اور امام
محمد مجتہد فی المذہب شاگرد امام اعظم رحمۃ اللہ علیہما اپنی مؤطا مین لکھتے ہین انما رخص عثمان
فی الجمعة لاهل العالية لانهم ليسوا من اهل المصر وهو قول ابیحنیفة رح حدیث مذکورہ کا
ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی مصفّٰے شرح مؤطا مین یون فرماتے ہین۔ جمعہ
لازم نیست در عوالی وکسیکہ حاضر شد در مدینہ از اہل عوالی پس میرسد اورا بازگشتن بطرف عوالی
پیش از انکہ وقت جمعہ داخل شود گفت ابوعبید من حاضر شدم در روز عید ہمراہ عثمان پس آمد پس
نماز گذارد و بعد از ان بازگشت وخطبہ خواند وگفت ہر آئینہ حال این است کہ جمع شدہ است درین
روز دو عید۔ پس ہر کہ خواہد از اہل عالیہ بعد انتظار کند جمعہ را پس باید کہ انتظار کند وہر کہ خواہد رجوع کند
پس رخصت دادم اورا۔ پس معلوم ہوا کہ سوائے شہریون کے اور کسی پر جمعہ فرض نہین۔ اور حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کا بلا جمعہ پڑہنے کے دیہاتیون کو رخصت دیدینا اور ان کا بلا تفتیش بلا پرسش بلا نماز
جمعہ چلے جانا اسپر صاف دلیل ہے۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ عید پڑھکر جمعہ نہ پڑھنا
دیہاتیون کے واسطے حکم تھا۔ ورنہ شہر والے دو نمازین جمعہ اور عید پڑہتے تھے۔ چنانچہ حدیث مین
ہے اذا اجتمع العيد والجمعة فی يوم واحد قرء بهما فی الصلوتين۔ رواہ مسلم۔
یعنے جب کبھی عید اور جمعہ ایک ہی دن جمع ہوتے تو حضور علیہ السلام دونون نمازون مین سورۃ سبح
اسم ربک الاعلی اور ہل اتٰک پڑہا کرتے۔ یہی بیان ہے ردّ المختار جلد اول صفحہ ۵۵۵ مطبوعہ مصر مین۔
پس وہ مغالطہ دور ہوگیا جو کہا کرتے تھے کہ عید کے دن جمعہ معاف ہے۔ (۶) ظہر ہر حالت (گرمی
سردی ہوا بارش وغیرہ) مین فرض ہے۔ مگر جمعہ کے روز حضور نے حکم فرمادیا تہا کہ بارش مین اپنے
اپنے گہرون مین نماز پڑھ لو۔ رواہ ابوداؤد۔ (۷) ظہر بغیر جماعت بہی فرض ہے۔ اور بلا جماعت
پڑھ لیتے ہین مگر جمعہ بلا جماعت فرض نہین نہ بلا جماعت پڑہا جاتا ہے (۸) ظہر بلا امیر و ملک ہر ایک
فرض ہے اور جمعہ بلا امیر یا اسکے نائب قاضی وغیرہ کے فرض نہین (۹) ظہر بلا شرط خطبہ بہی ادا ہوسکتی ہے

مگر جمعہ بلا خطبہ نہین ہوتا عن الزہری قال لاجمعۃ الا بخطبۃ رواہ البیہقی (۱۰) ظہر اپنے وقت اور خارج از وقت برابر فرض ہے مگر جمعہ اپنے وقت سے باہر فرض نہین (۱۱) ظہر تو بلا اذن عام بہی فرض ہے اور ادا ہو جاتی ہے مگر جمعہ بلا اذن ادا نہین ہوتا (۱۲) جسکی ظہر متروک ہو وہ تو ظہر ہی پڑہیگا مگر جبکا جمعہ ترک ہوگیا وہ سوائے ظہر کے اور کیا پڑہیگا۔ (۱۳) زیادہ تر غور طلب تو یہ ہے کہ قبل از فرضیت جمعہ ایک جمعہ پڑہا گیا اور مدینہ منورہ مین لوگ پڑہتے تھے بعدہٗ فرض ہوا کما ذکرہ البیہقی۔ صورت اسکی یہ ہوئی کہ اہل اسلام مدینہ نے کہا کہ یہود نے عبادت کا دن شنبہ مقرر کیا اور نصاریٰ نے اتوار کا اور ہم روز جمعہ مقرر کرینگے۔ چنانچہ مقام حرہ مین بیاضہ بن اسعد بن زرارہؓ نے نماز جمعہ پڑہائی۔ پہر جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپنے جمعہ کی فرضیت کا حکم سنایا (فتح القدیر) اب اس قصہ سے کئی باتین نکلین۔

اوّل۔ حضور علیہ السلام نے مسلمانان مدینہ کو زجر و عتاب نہ فرمایا کہ تم نے اپنی مرضی سے یہ طریق عبادت کیون بنایا جبتک کہ تیرے خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے جمعہ مقرر نہ کیا تہا۔ (وہابی تب بہی اگر ہوتے تو ضرور صحابہ کو بہی بدعتی کہدیتے؛

دوم۔ صحابہ کرام نے اپنے مشورہ اور صلاح سے کمیٹی کر کے نماز جمعہ مقرر کی تہی نہ کسی دلیل شرعی سے اگر دلیل شرعی ہوتی تو مشورہ کی ضرورت نہ ہوتی۔

سیوم۔ جب باتفاق رائے جمعہ پڑہا گیا تو ظہر بہی ضرور پڑہی گئی۔ کیونکہ ظہر فرض تہی پس دونون نمازون کا پڑہنا ثابت ہوگیا۔

چہارم۔ جب وہی نفلی جمعہ تجویز کردہ جو قبل از فرضیت پڑہا گیا تہا بحکم خدا فرض ہوگیا تو جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ تو فرمایا کہ اب ظہر پڑہنی حرام ہے نہ ظہر پڑہنے والیکو عاصی یا خاطی ٹھہرایا۔ اور نہ فرمایا کہ جمعہ بدل ہے ظہر کا نہ فرمایا کہ مسقط ظہر ہے۔ نہ فرمایا کہ دو مذکورہ نمازین ایک ہی وقت مین منع ہین۔ اگرچہ حضرات فقہاء کا قول مختلف فیہ ہے۔ بعض کا قول ہے ھی صلوۃ مستقلۃ فلیست بدلا من الظہر اور بعض کا قول اسکے خلاف۔ مگر اقوال فقہا و مجتہدین تو مقلد کو مفید ہین نہ کہ غیر مقلد کو۔ اور فقہا مین سے صاحب بحر الرائق بظاہر مخالف ہین مگر احتیاطی ظہر کا فتویٰ بہی خود دیتے ہین۔ وہو ہذا۔ اما من لا یخاف علیہ مفسدۃ منہا فالاولیٰ ان تکون فیہ خیفۃ

یعنے جس جگہ عدم فرضیت جمعہ کا کچھہ اندیشہ نہ ہو وہان پر ظہر احتیاطی افضل ہے۔ پس کوشش اسمین مناسب ہے کہ جمعہ کی فرضیت کا عقیدہ بہی مضبوط رہے اور احتیاط الظہر بہی پڑہی جائے لوگ برعکس کوشان ہین۔

پنجم۔ اسجگہ شاید کسیکے دل مین یہ خلجان ہو کہ ایک وقت مین دو فرض پڑہنا جائز نہین سو یہ مغالطہ ہے کیونکہ صحابہ کرام نے ایک وقت مین دو فرض پڑہے اور لطف یہ کہ خود اسمین بہی اختلاف ہے کہ دونو مین سے فرض کون تھے اور نفل کون۔ پھر باوجود شتبہہ اور مشکوک ہونیکو دونو نمازون کا کچھ حرج نہ ہوا۔ چنانچہ چند نظیرین پیش کیجاتی ہین (۱) ایک لڑکے نے حضور علیہ السلام کے ساتہہ جماعت سے نماز پڑہی جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو دو شخصون کو دیکہا کہ مسجد کے کونے مین بیٹھے ہین۔ وہ علیحدہ نماز پڑھ چکے تھے۔ آپنے انکو بلا کر پوچھا کہ تم نے جماعت سے نماز کیون نہ پڑہی اُنہون نے جواب دیا کہ ہم علیحدہ اپنے گھرون مین نماز پڑہ چکے ہین۔ آپنے فرمایا اذا صلے احدکم فی رحلہ ثم ادرک الامام ولم یصل فلیصل معہ فانہا نافلۃ رواہ ابوداؤد فی سننہ یعنے جب تم مین سے کوئی اپنے گھر مین نماز پڑہ چکے تو پھر امام کو جماعت مین پاوے اسکے ساتہہ اور نماز پڑہے اور وہ نماز اسکی نافلہ ہوگی۔ امام سفیان ثوریؒ۔ امام شافعیؒ۔ امام احمدؒ وغیرہ کہتے ہین کہ جو نماز الگ پڑہی گئی وہ نفل ہے۔ کما فی الترمذی (۲) ایک شخص کے روبرو جماعت ہوئی وہ شامل نہ ہوا حضور علیہ السلام نے بعد از سلام فرمایا کہ اے شخص تو نے جماعت سے نماز نہین پڑہی کیا تو مسلمان نہین۔ اُس نے کہا کہ مین گھر مین پڑھ چکا ہون میرا خیال تہا کہ جماعت ہو چکی ہے۔ آپنے فرمایا جب تو نماز کو آوے اور جماعت کھڑی ہو تو ملجا اور جو کہ تو پہلے نماز پڑھ چکا ہے وہ نفل ہوگی اور یہ جماعت والی فرض رواہ ابوداؤد (۳) ایک شخص نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ مین گھر مین نماز پڑہکر آیا تو امام جماعت کرا رہا ہے تو اب امام کے ساتہہ ملون یا نہ۔ ابن عمرؓ نے کہا کہ ملجا پھر سائل نے کہا کہ دونو مین سے کسکو فرض تصور کرون۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا او ذلک الیک انما ذلک الی اللہ یجعل ایتہما شاء رواہ مالک فی الموطا یعنے یہ تیرے اختیار مین نہین خدا جسکو چاہے فرض بناوے جسکو چاہے نفل ٹھراوے۔ (۴) ایک شخص نے سعید بن المسیب سے پوچھا کہ گھر مین نماز پڑہکر آیا تو مسجد مین جماعت کھڑی ہے تو کیا کرون۔ آپنے فرمایا ملجا پھر اس نے کہا دونون مین سے وقتیہ فرض کونسا ہوا

فرمایا آپنے انت تجعلہا انما ذلک الی اللہ رواہ مالک فی المؤطا یعنے یہ تیرا کام نہین یہ خدا کے اختیار ہے جسکو چاہے فرض ٹھرائے (۵) تحلی شرح مؤطا مین ان دو نماز مذکورہ کی لنسبت چار فیصلے لکھے ہین۔ ایک تو وہ نماز فرض دونون مین سے غیر متعین ہے نہ پہلی کو فرض کہہ سکتے ہین نہ پچھلی کو چنانچہ یہی قول ہے حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت سعید بن المسیب کا ایک قول امام شافعی اور قول امام غزالی اسی پر شاہد و موئید ہے۔ دوسرا فیصلہ یہ کہ دونون مین سے جو اکمل و احسن ہے از روئے خضوع و خشوع کے تیسرا فیصلہ یہ کہ فرض وہی ہے کہ جو جماعت کے ساتھ پڑھ چکا ہے چنانچہ حدیث نمبر ۲ مین گذرا (۴) فرض پہلی نماز الگ پڑھی گئی ہے چنانچہ قول امام نخعی و امام شعبی و امام حسن بصری وغیرہ کا یہی خیال ہے۔ اب خیال کرنا چاہیئے کہ دو نمازین ایک ہی وقت ایک ہی فرض سمجھکر جو زمانہ حضور اقدس علیہ السلام مین پڑھی گئیں اُنکا فیصلہ آجتک نہوا کہ یقیناً فرض کونسی ہے حالانکہ یہ دو نمازین حدیثون سے ثابت ہین پھر اگر جمعہ اور ظہر دونو پڑھے جائین تو تعیین فرض خدا ہی پر رکھو تمکو تو عبادت سے غرض ہے۔ قبل از ادا نماز فرضیت مین شک نہ لاؤ بلکہ یہ سمجھو کہ جمعہ مین جو نقصان واقع ہے اسکے رفع کرنیکے واسطے ظہر پڑھی جاتی ہے۔ خدا جزا خیر دیوے حضرات فقہا کو جنہون نے اَور بھی آسان اور صاف فیصلہ کیا کہ بنیت آخر الظہر پڑھے جس سے تمام شکوک رفع ہو گئے کیونکہ آجکل فیصدی ۹۵ بے نماز ہین تو انکی ہمیشہ ظہر وغیرہ قضا ہوتی رہتی ہے نیت آخر الظہر سے انکا فائدہ ہوگا جمعہ مین ایک شرط تو بادشاہ اسلام کی مفقود ہے اور ایک تعدد جمعہ مین بھی اختلاف ہے۔ احتیاط الظہر سے سب نقصان دور ہو گئے (۵) پھر بقول غیر مقلدین اگر جمعہ بدل از ظہر یا مسقط ظہر ہے تو کیونکر ہے۔ کیا جسقدر شرائط جمعہ مین اسیقدر ظہر کے بھی ہین (نہین) کیا جسطرح ظہر چار رکعت ہے اسیطرح جمعہ بھی چار رکعت ہے (نہین) کیا جسطرح جمعہ مین خطبہ و امیر وغیرہ ہے اسیطرح ظہر مین بھی ہے (نہین) کیا جسطرح مسافر و بیمار و عورت و دیہاتی پر جمعہ فرض نہین اسیطرح ظہر بھی انپر فرض نہین۔ (نہین) کیا جسطرح ظہر اپنے وقت یا خارج از وقت برابر فرض رہتی ہے اسیطرح جمعہ بھی رہتا ہے (نہین) کیا جسطرح ظہر بلا جماعت پڑھتے ہین اسیطرح جمعہ بھی فرادی فرادی پڑھ سکتے ہین (نہین) پھر غیر مقلدین کا قول کہ جمعہ بدل از ظہر یا مسقط ظہر ہے سراسر بیدلیل ہے! اگر اہل فقہ ایسا کہین تو فقہ کے تو یہ لوگ دشمن ہین اہلحدیث کا دعوی حدیث ہی سے ثابت ہونا چاہیئے (۶) جمعہ ایک اسلامی شعار ہے جس سے رفعت اسلام و عظمت اہل اسلام کا اظہار مقصود ہے۔ پس اگر جمعہ موقوف کیا جاوے تو اسلام کا رعب ہیبت اور شان و شوکت

ظاہری مین سخت قلت وخفت پیدا ہوگی بدینوجہ تعدد جمعہ علی الاختلاف ناجائز ہی قرار دیا گیا۔ کیونکہ تعدد جمعہ سے بہی خفت وقلت نمودار ہے لہذا ظہر بدستور سابق پڑہی جائے اور جمعہ بہی قائم رہے اور دونو کو فرض سمجہے (۷) اب رہا مقلدین کا فیصلہ سو اگران حضرات فقہا کا فیصلہ دیکہا جائے کہ جنہون نے جمعہ کو بدل از ظہر ومسقط ظہر مانا ہے تو انکے نزدیک بہی بوجہ مفقود ہونے چند شرائط کے ظہر بعد الجمعہ پڑہنی جائز ہے چنانچہ حضرت مصنف مدظلہ نے وہ تمام عبارتین رسالہ ہذا مین درج فرمائین اور عالمگیری مین صاف ہے ینبغی ان یصلی اربع رکعات وینوی بہا اٰخر الظہر الخ میزان شعرانی مالکی مین ہے انما فرض الجمعۃ فلا تصلی الظہر الا عند العجز عن تحصیل شروط الجمعۃ الخ وفی شرح المنیۃ الصغیر الاولی ان یصلی بعد الجمعۃ سنتہا ثم الاربع بہذہ النیۃ ای نیۃ اٰخر الظہر الخ یعنی بعد از نماز جمعہ چار رکعت بہ نیت آخر الظہر پڑہے۔ یہی بیان فتاوی مولوی عبدالحی صاحب جلد اول صفحات ۱۹۱ و ۱۳۶ و ۲۴۵ - جلد ثانی صفحہ ۶ و ۱۳ وغیرہ مین۔ اور لفظ ینبغی کا استعمال وجوب وغیر وجوب دونو جگہ پر کیا گیا ہے۔ کما فی الشامی۔ پس خلاصہ یہ کہ غیر مقلد پر لازم ہے کہ نماز جمعہ وظہر دونو پڑہے۔ ایک کو دوسری کا بدل یا مسقط نہ جانے جبتک کوئی صاف دلیل نہو اور مقلد پر لازم ہے کہ ظہر احتیاطی حسب تصریح حضرات فقہا ادا کرے۔

میرا خیال تہا کہ اس مسئلہ کو اور بہی وسعت دیجاتی مگر میرے محب صادق فاضل اجل عالم بے بدل فہامۂ زمان مفتی دوران مولٰنا مولوی محمد مشتاق احمد صاحب دام فیضہ نے اسپر کافی نظر ڈالی ہے جس سے امید ہے کہ ارباب خرد ضرور مستفید ہونگے۔ لہذا مین انہی چند حروف پر اکتفا کرتا ہون ؏

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد واٰلہ واصحابہ واولیاء امتہ واحبائہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ؁

الراقم

فقیر محبوب احمد المعروف خیر شاہ حنفی نقشبندی مجددی امرتسری عفی اللہ عنہ وعن اسلافہ اجمعین

الجواب صحیح والمجیب مصیب بقلم خود پیر سلام الدین چشتی امام مسجد میان محمد جان مرحوم امرتسر

ناظرین ناظرین پر مخفی نہ رہے کہ رسالہ اللمعۃ فی آخر ظہر الجمعہ مصنفہ علامہ نوح بن مصطفےٰ افندی حضرت عارف باللہ صوفی کامل جناب مولانا غلام محی الدین صاحب ساکن باولی شریف ضلع گجرات نے بہت بڑی کوشش سے کتب خانہ مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفا سے منگایا۔ رسالہ مذکورہ پر محافظ کتب خانہ کی دستی مہر بھی ثبت ہے۔ اسکا مجمل ملخص ناظرین کے پیش ہے۔

۱۔ اُن مختلف روایات کا ذکر ہے جو کہ آئمہ اربعہ وغیرہم سے ایک شہر میں کئی جگہ ادائے جمعہ میں مروی ہیں۔ بڑے بسط کے ساتھ کئی ورق میں اس مضمون کو مفصل لکھا ہے۔
۲۔ مصر کی تعریف کے متعلق اختلاف روایات کو وسعت اور فراخی کے ساتھ ذکر کیا ہے۔
۳۔ ادائے چہار رکعت بعد الجمعہ بہ نیت ظہر احتیاطی کے وجوب کو مدلل ثابت کیا ہے۔
۴۔ اُن روایات کا جو ادائے چہار رکعت احتیاطی کے خلاف ہیں محققانہ جواب دیا ہے۔
۵۔ اسی مسئلہ کے متعلق آخر میں چند فائدے بھی بیان فرمائے ہیں۔

علامہ مصنف دیباچہ میں فرماتے ہیں۔ وجوب ادائے چہار رکعت بعد فرض الجمعہ کے میرے نزدیک دو سبب ہیں۔ (۱) اختلاف آئمہ اربعہ رحمہم اللہ جواز اقامۃ جمعہ ایک شہر میں کئی جگہ (۲) علماء حنفیہ کا اختلاف تعریف مصر میں جو صحت ادائے جمعہ کیواسطے اُنکے نزدیک شرط ہے۔ ادنیٰ ثمرہ اختلاف کا ہے اُس شئے کی صحت تنگی ہوجاتی ہے۔ اور مکلف بری الذمہ نہیں ہوتا۔ اسیواسطے ہمارے آئمہ نے فرمایا ہے کہ جہاں کہیں صحت جمعہ میں وجود تعدد یا انتفاء مصریت کیوجہ سے تردد رہے مکلف پرپھر چار رکعت بہ نیت آخر ظہر (ادرکت وقتہ ولم اصل بعد) واجب ہیں۔ اگر جمعہ صحیح نہ ہوا تو فرض وقت ورنہ کوئی قضا ر اسپر ہے تو ہوسکے قائم مقام ورنہ نفل۔ فقط۔

بنیاز آگین
محمد مسعود۔ متعلم مدرسہ نعمانیہ امرتسر متوطن الہڑ ضلع سیالکوٹ

خاص ایمانداروں کو خوشخبری

یاران طریقت ہمیشہ سے تلاش کرتے تھے کہ کوئی کتاب ایسی تیار ہو جسمیں حضرت قبلہ و کعبہ جناب شاہ صاحب علیپوری کے سلسلہ مقدسہ کے حالات تاریخی مرقوم ہوں چونکہ یہ تاج ہمت ہمارے دوست مولوی خیر شاہ صاحب حنفی نقشبندی امرتسری کو خداوند کریم نے عنایت کرنا تھا لہذا اُنھوں نے نہایت محنت و عرقریزی کر کے کتب معتبرہ سے یہ کتاب منتخب کی۔ اسمیں باباجی نیر اہی علیہ الرحمۃ کے تاریخی حالات اور حضرت مرشد برحق رہبر صادق جناب فیضمآب

حضرت حاجی حافظ صوفی سید جماعت علیشاہ صاحب محدث علیپوری مدظلہ

کے قدرے ابتدائی اور بالخصوص حالاتِ سفر جنوبی ہند اور سلسلۂ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ میں صرف اُن حضرات کے تاریخی واقعات جو تیراہی شاخ میں داخل ہیں اور ہر ایک کے مقامِ مدفن و تاریخ وفات اور مختصر کرامات و ارشادات درج ہیں اور شجرۂ طیبہ عربی و اردو نظم بھی بغرض حفظ تحریر کر دیئے ہیں علاوہ ازیں مندرجہ ذیل ضروری مسائل بھی لکھدیئے گئے ہیں۔

(۱) طریقہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ کا اصلی مقصد (۲) نماز تہجد کا بیان (۳) بیعت مستورات (۴) حقہ نوشی (۵) آداب پیر و مرید (۶) ذکر کی فضیلت قرآن و حدیث سے اور اُسکے فوائد۔

غرضکہ یہ رسالہ اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ باوجود محنت کثیر قیمت بجائے ایک روپیہ کے صرف ۸ علاوہ محصولڈاک کے رکھی گئی ہے۔ شائقین جلد خرید لیں تاکہ پچھتانا نہ پڑے۔

نوٹ۔ چونکہ مصنف نے حق تالیف بندہ کو دیدیا ہے اسلئے کسی صاحب کو اسکے چھاپنے یا چھپوانے کی اجازت نہیں نہ اسکو چھانٹ کاٹ کر کے شائع کرے بلکہ جسقدر نسخے درکار ہوں راقم سے خرید سکتا ہے۔

راقم

عبدالاحد اپیل نویس۔ تاجر کتب مال بازار امرتسر

اعلان

شرائط جمعہ کا مسئلہ جسقدر دقیق ضروری اور مہتم بالشان تھا اسیقدر تحقیق و تدقیق سے حضرت مولانا و بالفضل اولانا چشمۂ فیوضات صوری و معنوی منبع کمالات ظاہری و باطنی حضرت مولانا رأس العلماء و کہف الفضلاء مولوی **مشتاق احمد صاحب** حنفی چشتی انبٹھوی ادام اللہ فیوضہم نے لکھکر عوام کو اغیار کے اعتراضات اور مغالطوں سے نجات دلادی ہے شرائط جمعہ کے متعلق علمائے اسلام و فقہائے انام کے اقوال و آراء کے علاوہ آثار صحابہ۔ احادیث نبویہ اور قرآن کریم کی معتبر تفاسیر سے بھی مدولی گئی ہے۔ کتاب کی خوبی اور حسن بیان ہماری تعریف کے محتاج نہیں۔ فقط علامہ مصنف کا نام لکھدینا اسکی خوبی کی پوری ضمانت ہے البتہ یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ اس مسئلہ کے متعلق کتاب ہذا کے مطالعہ کے بعد کسی دوسری کتاب کے دیکھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ راقم سے بہ پتہ ذیل طلب فرمائیں۔

راقم

عبدالاحد اپیل نویس۔ تاجر کتب ہال بازار امرتسر

ہماری دوکان سے ہر ایک علم کی عربی۔ فارسی اور اردو کتابیں بمقابلہ سستی عمدہ ملتی ہیں